

تخت گاہ خلافت

ایوان خلافت حضرت فضل بن علی رضی اللہ عنہما

تعالیٰ فرما فرمایا: "مگر اب آرام ہے۔ اور دروازہ دریں مسجد اقصیٰ میں خلائق و سعادت کے پر خدام کو بیٹھے ہیں۔ حضرت اس باہ مبارک میں تو گویا آسمانی نصیر رہتے ہیں۔ استورات میں بھی دریں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس وجود باجود کو ہر نقطہ پر اور ہر جہاد کی کسے بجا کر اپنی خلافت اور دامن رحمت میں رکھے۔ اور عمر و محنت میں برکت دے اور باران رحمت افضل اُس پر بہ اتہا برسا دے۔ آمین

خانہ ان رسالت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا

سب جمیع متعلقین رضوان اللہ علیہم اجمعین و دیگر صاحبزادگان سلیم الرحمن خیریت سے ہیں۔

خلافت اولیٰ کے تمام مہمبہ خیریت میں۔

دختر نیک اختر حضرت امیر المومنین ابی اللہ العزیز

کے بڑے حرم محترم میں۔ دختر میرا

ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو زندہ و سلامت رکھے اور بڑی برکت اس کے شامل حال ہوں۔ آمین

موسم دارالامان کئی روز سے بارش نہیں ہوئی۔

ابرا اکثر شب کو آتا ہے۔ اور صبح کو کہیں اور جا رہا ہے۔ موسم خوش گوار ہے۔ تھوڑا سا

پھینکا۔ جو لائی کو بعد ظہر ڈالنا۔

سلسلہ کی خبیرین

ایک شخص احمدی نوجوان حکمہ بڑے لاہوری تھے۔

روپے ماہوار کے ملازم ہیں۔ عمر ۳۰ سال ہے قوم

جاٹ چیمبر میندار۔ پہلی بیوی فوت ہو گئی۔ اسکے حکم سے جو

کے لئے دروازے سے بہت ہیست دعا میں کریں۔ کہ اس دعا کے

انکو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اور عزت و ابر کے ساتھ اس اتیار

عظیم سے نجات دے۔ آمین۔

جج بدل کوئی صاحب جو خود جج کرنے سے معذور ہوں

یا اپنے کسی بزرگ کی طرف سے جج کرنا

چاہیں۔ اس کے واسطے اچھا موقع ہے۔ کیونکہ حسن اتفاق سے

ہمارے ایک احمدی بھائی حاجی مکہ معظمہ سے آئے ہوئے ہیں

اور واپس جانا چاہتے ہیں صرف ایک طرف کا سفر خرچ مبلغ

دو سو روپیہ دینے سے جج ہو سکیگا۔ خط و کتابت معرفت

دفتر اخبار فاروق قادریان ہو۔

درخواست دعا و دعا شیخ فضل حق صاحب احمدی

امپلاری کا لڑکا قریباً سوال

سے بجا رہے سالن تخت بیمار ہے۔ ناظرین فاروق سے

دعاست ہے۔ کہ اس بھائی کے فرزند کی صحت کے لئے

خدا تعالیٰ سے دعا فرما دیں۔ اور جس کے پاس کوئی دوائی

یا نسخہ اس مرض کا موجب ہو وہ ہر ریلو ایڈیٹر فاروق مطا

فرما کر ثواب حاصل کریں۔

تصحیح ضمیر فاروق کسی گذشتہ فاروق کے ساتھ

ایک ضمیمہ ۸ صفحہ دوبارہ نمونہ

ہے نہیں جسکو فنا وہ کل سے بڑتر اور ہے

تیخ اب بیکار تیری ہو گئی اے مولوی

جس سے گستاخ ہے ایسا وہ خنجر اور ہے

احمد مرسل جامی رنگ میں ظاہر ہوئے

میری نظروں میں ہے دریا جو سمندر اور ہے

وہ نبی اللہ کریم کی جس نے یہاں کس صلیب

ہو گئے قیسیتیں پیورپس سے شمشاد اور ہے

تجھ کو دنیا کی ہوس اور اکو دین کی ہر تڑپ

تیرا مولائے اور اس کا داور اور ہے

ہو چکے یوں تو زمانہ میں نہ اڑوں ہی شہید

پتھروں سے جسکو مارا وہ دلاور اور ہے

ہو چکا پہلے بھی اور آئندہ بھی ہو جائیگا۔

اس زمانہ میں تو ہم کو جج اکبر اور ہے

صبر کر آسان ملیگا تو امام پاک سے

کوئی دن کی زندگانی تجھ کو دو بہر اور ہے

کلا

اعمال

سرکاری صاحب ثنی اسلام کو ان تمام احمدی بھائیوں کے

نام اور مفصل تہ کی ضرورت ہے۔ جو بھی ایک حضرت

خلیفۃ المسیح ثانی آید اللہ تعالیٰ کی بیعت سے محروم

ہیں۔ اسکے لئے آسان ترین تجویز یہ سمجھیں آتی ہے۔

کہ مختلف مقامات کے سرکاری صاحبان اپنے اپنے حلقہ کے

غیر سابق احباب کے نام اور پتہ وغیرہ لکھ کر سرکاری ترقی

اسلام کو بہت جلد بھیج دیں۔ اور ایک نقل اس کی ایڈیٹر

فاروق کے نام ارسال فرما دیں۔

جو صاحب یہ کام بوجہ کم فرستی کے کر سکیں۔

انہیں چاہیے کہ کسی اور مستعد بھائی کے سپر کریں

اگر اس اعلان سے پورے طور پر مطلب حاصل نہ ہوا۔

تو پھر فرداً فرداً خط لکھنے پڑیں گے۔ کیونکہ یہ کام

نبات ہی ضروری ہے۔

والجس کہ اللہ علی اللہ تعالیٰ

قابل قدر نظم

(از محمد حسن خان صاحب آسان۔ دہلوی)

جس کے ہم مارے ہوئے ہیں وہ تو دلبر اور ہے

جس پہ ہم شیدا ہوئے ہیں وہ سپر اور ہے

بحر ظلمات میں پھنسا تھا نامی اسلامی جہاز

جس نے یہ بیڑا اٹھارا وہ شاندار اور ہے

احمد مرسل زبیں پر اور عینی عرش پر

کیا کوئی گندہ عقیدہ اس سے بڑھ کر اور ہے

مرنے تو کسی بھی میں کیا نبی کیا اولیاء

بسم الرحمن الرحیم - خدیو علی بن ابی طالب

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ - ۲۱ جولائی ۱۳۴۱ھ

علمائے دہلی کی سورا اور بند بننے

کی درخواست

حضرات دہلی کو معلوم ہوگا کہ ہماری جانب سے کجاول دعوت مباہلہ سیدی عبدالرحمن خلیفہ امام سیدی غیر عقلمند لوہی لہندی جو اشتہار شائع ہوا تھا ہم نے اس میں لکھا تھا کہ خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اس حکم قرآنی کے مطابق ہم پیلیج مباحثہ منظور کرتے ہیں اور پورے زور سے اعلان کرنے میں کڑی دلاویں ہیں اسے کوئی فرق خواہ اہمیت ہو یا نہ ہو یا سختی گھڑی ہو یا جھڑی - نقشبندی ہو یا سہروردی یا اسیا ضرور ہو جس کے مباہلہ کا اثر نتیجہ خیر ثابت ہو سکے - میدان مباہلہ میں محزون و فرزند کلکرا پی ایمانی قوت کا نمونہ پیش کرے تو انشاء اللہ تملے جماعت احمدیہ میں سے بھی ایک متعدد افراد کا گروہ محزون و فرزند حسب نطق آیت مباہلہ اس میدان کا راز میں پیش ہوگا -

یہ ہم نے اس لئے لکھا تھا کہ عبدالرحمن جس نے ہم کو دعوت مباہلہ دی تھی وہ ایک مجہول الحال چھوکر ہے - اس کے ساتھ ایسا عظیم الشان فیصلہ بالکل نامناسب اور غیر مفید ہے - اثر مباہلہ ظاہر ہونے سے کوئی فرق دہلی والوں میں سے نہ ملتا کہ کسی پر حجت ہوتا کیونکہ وہ شخص نہ کسی فرق حنفی یا دہلی کا سرگروہ ہے نہ معاصر علمائے دہلی میں سے ہے نہ دہلی کا باشندہ اور ہمارے سخن تمام و مکمل ماری سنا ہے وہ دہلی کی دہلی کیطرت رہا ہے - یہ بیچارہ نہ معلوم راہ لہندی سے کس بلا میں گرفتار ہو کر دہلی پہنچا ہے اور دہلی میں بیٹھ کر جماعت احمدیہ کو دعوت مباہلہ دیتا ہے - یہ دعوت اہل راہ لہندی کی جانب سے نہ تھی نہ راہ لہندی میں رہتے ہوئے عبدالرحمن نے ہم کو یہ

اشتہار بھی تھا - دہلی میں یہ اشتہار اس نے چھپوایا - دہلی ہی میں تقسیم کیا - دہلی ہی سے ہیں پہنچا - پھر کھلا اس کے جو اب میں اہل دہلی یا علمائے دہلی کو مخاطب نہ کیا جاتا تو کیا ایک مسافر پر دہلی مجہول الحال لوہڈہ کیطرت التفات کی جاتی؟ اور بزدلان جملہ نشین کو جو دوسرے کی آڑ میں پارسیش بابا بازی کرتے ہیں چھوڑ دیا جاتا؟ ہرگز نہیں! اس لئے ہم نے حضرات احناف والہدیت و دیگر دینیان اسلام گروہ کو مخاطب کرتے ہوئے انکے ایمان مولوی سید عبدالسلام یا دیگر سید ذریعین متوفی و مولوی عبدالوہاب مولوی احمد شاہ و بابا یاں اور مولوی ابراہیم خلیفہ مولوی حسین فقیر متوفی و مولوی کفایت اللہ احناف وغیرہم پر اہم اللہ کو بدیں الفاظ لکھا تھا کہ :-

اب ہم اس اعلان کے بعد دیکھتے ہیں کہ کون کون بہادر الہدیت یا حنفی فرق سے یا کسی اور مدعی اسلام گروہ سے اس جہاد پر نکلتا ہے یہ وقت ہے کہ مولوی سید عبدالسلام نبیہ سید ذریعین متوفی اور مولوی عبدالوہاب الہدیت صدر بازار اور مولوی احمد اللہ امام مسجد کوچہ خانچہ اور ان کے ساتھ ہی فرقہ حنفیہ سے مولوی ابراہیم بن مولوی محمد حسین فقیر متوفی و مولوی کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی و دیگر مولویان مدرسہ حسین بخش و فیضوری و مدرسہ عبدالرب وغیرہ اپنے اپنے اعتقاد اور ایمان اور یقین کا دنیا کو نمونہ دکھائیں اور خدائی فیصلہ کے لئے اس فرقے کے مقابلہ میں مباہلہ کے واسطے میدان میں آئیں جس فرقے کو خارج از اسلام یا کھالی گروہ یا مزید اذیت اسلام سمجھتے اور کہتے اور لکھتے ہیں - ہاں ہاں! اب وقت آگیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ایمان یا فخر کا پردہ اٹھ جائے اور ان سب مدعیان ایمان و اسلام کی حقیقت آشکارا ہو جائے کیا ان میں سے کسی کو جرات ہوگی کہ وہ اس فیصلہ کے لئے جس میں نہ کوئی لڑائی ہے نہ جھگڑا نہ ضرر خدا سے داؤد خدای سے میدان میں آجائے؟ غریب نہ مانہ دیکھ لیکھا - اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا دہلی کی تباہی و ایمانی قوت کا اعلان کر کے ہیں کب اطلاع دیتے ہیں؟ مسند ناظرین! آپ بار و رعایت اس احکم الحاکمین

کو حاضر ناظر جان کر خواہ آپ کسی مذہب ملت کے ہوں - اپنی تکی کا شناس سے یوں اٹھیں کہ ہم نے ان جہاد پر جو حجرہ نشینوں کو کس قدر رغبت دینے والے الفاظ میں ابھارا ہے اور کس قدر ان کو زور سے لکھا ہے کہ وہ مطابق آیت مباہلہ مندرجہ قرآن مجید مجاہدے ساتھ مباہلہ کریں - اور اسی پر بس نہیں ہم نے نہایت واضح اور کھلے الفاظ میں یقین کی وہ دعا بھی چسپرفیقین کا ایمان اور یقین ہے بالفاظ ذیل لکھ دی تھی کہ

” حسب نشانے آیت محولہ (تَعَالَى الَّذِي أَنشَأَ قَوْمَ آدَمَ وَآبَنَاءَ لَهُمُ زَوْجَاتُ مِمَّا وَنَسَاءَ لَهُمْ وَانْفُسًا لَهُمْ وَأَنفُسُهُمْ تَشْتَكِلُ ثُمَّ تَنفَخُ فِيهِمْ رُوحَهُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ) مباہلہ کرنے سے قبل کم از کم تین گھنٹہ تک صداقت سچ موعود علیہ السلام کے دلائل کثیرہ جماعت خیر احادیث کے سامنے ہم پیش کریں گے تاکہ انہم حجت ہو جائے بعد ازاں اسی میدان میں اسی وقت مباہلہ ہوگا اور مباہلہ ان الفاظ میں کرنا ہوگا -

”وقرأ حمید یہ دعا کرے گا کہ ہمارا ایمان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم پر زندہ نہیں اٹھائے گئے اور نہ وہ اس وقت تک زندہ ہیں اور کسی آئندہ زمانہ میں وہ دوبارہ دنیا میں زمین یا آسمان سے اٹھنے بلکہ وہ مثل دیگر انبیاء علیہم السلام کے وفات پاکر زمین میں دفن ہیں - اور جس سچ اور ہمدی کے آئینی پیش گوئی اسلام میں موجود ہے اس کا سچا اور صحیح مصداق حضرت مرزا غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم و ہمدی و ہمدی علیہ السلام ہے - اور ہمارا یقین و ایمان ہے کہ وہ خدا کا برگزیدہ نبی اور رسول تھا - جسکو باقیہ عالم قائم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نبوت ملی سوا کہ ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان اور یقین قرآن مجید و احادیث شریف کے خلاف ہے تو اسے خداوند قدوس تو ہم پر ایک سال کے اندر وہ عذاب نازل کر جو کسی پر نازل کیا ہو - اور اگر ہمارا یہ ایمان مطابق قرآن مجید و احادیث شریف کے ہے اور تیسرے قرآن اور مرضی کے موافق ہے تو فرقہ مخالفین (یہاں ان کا نام ویتہ و فتنان بیان کرنا ہوگا)

ایک سال کے اندر اندر ایسے لیے سخت عذاب نازل کر دیں میں سے کوئی بھی اُن عذابوں سے نہ بچا ہے اور وہ عبرت ناک عذاب دوسرے لوگوں کے لیے موجب ہدایت ہو۔ اس دعا پر دونوں فریق آمین کہیں گے۔

دیکھئے! ہم نے کتنی جرأت و دلیری سے اپنے ایمان و یقین کو پیش کر کے اُس پر فیصلہ چاہا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہمارا اور یہ احمدیوں کا بھی ایک بڑا اختلاف ہے ہم کہتے ہیں کہ مسیح جو نبی اسرائیل کا رسول تھا وہ شل و گنگر انبیاء کے وقت ہو کر زمین میں مدفون ہے۔ غیر احمدی کہتے ہیں کہ وہ سب انبیاء سے زلات تھا وہ انسانی خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر چلا گیا اور وہاں اب تک زندہ موجود ہے اور کئی وقت اسی جسم کے ساتھ آسمان سے اتر کر دنیا میں نجات دہن کرے گا اور جس پیش گوئی کا ذکر اسلام میں ہے اُس کا مسلک وہی اسرائیلی عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ آسمان یا زمین کہیں سے نہیں آسکتا کیونکہ فوت ہو چکا جس طرح کہ آنے کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے اور آپ کی امت میں سے ہوگا۔ اور وہ موجود مسیح ہدیٰ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور وہ خدا کا نبی اور رسول تھا۔ خدا اُس سے ہم کلام ہوتا تھا اس پر خدائی وحی اترتی تھی۔ خدا کے فرشتوں کا نزول ہوتا تھا تمام جہان کی ہدایت کے واسطے خدا نے اُس کو اس زمانہ میں اتباع خیر السالین نبوت و رسالت عطا فرما کر مسیح موعود بنا کر کھڑا کیا۔ یہ امور ہیں جو سخت متنازع ہیں ان پر ہم نے اپنا ایمان و یقین بیان کر کے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور ایک سال کے اندر جو مبالغہ کی بیجا احادیث سے ثابت ہے انہما فیصلہ کی درخواست کی ہے۔ ہم نے کوئی بات نہ کہی چھپی نہیں رکھی اور نہ کوئی ایسا امر پیش کیا ہے جو غیر متنازع ہو۔ باقی کل جھگڑے قروعی ہیں قابل فیصلہ ہی تین امر ہیں۔ اول مسیح ناصری کی حیات و وفات دوم مرزا صاحب علیہ السلام کا مسیح موعود ہونا۔ سوم مرزا صاحب کا نبی و رسول ہونا۔ اگر فیصلہ ہمارے حق میں ہو تو تمام مخالفین جھوٹے ہیں پھر مرزا صاحب کی ہر ایک بات صادق اور سچی ہوگی۔ کیونکہ وہ نبی و رسول و مسیح موعود ثابت ہو جائیں گے اور اگر ان کا دعویٰ مسیحیت و مہروریت و نبوت و رسالت حسب فیصلہ الٰہی ثابت ہو گیا تو پھر جھگڑا ہی

کچھ نہ رہا۔ لہذا مبالغہ اپنی امور سے گناہ پر غفلت کے باعث واجب ہے نہ کہ فروعات پر اس کے بعد ہم نے فریق غیر احمدی کی دعا کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ۔

”فریق مخالف کو یہ دعا کرنی ہوگی کہ ہم پر جو قرآن مجید و احادیث صحیحہ ایمان و یقین رکھتے ہیں کہ مسیح ناصری اسی جسم ناصری کے ساتھ آسمان پر بڑے اٹھائے گئے تھے اور اب تک وہ آسمان پر جسم خاکی زندہ موجود ہیں اور وہی آئندہ کسی زمانہ میں مسیح موعود کی حیثیت کوئی کے مصداق بنکر آسمان سے اتریں گے ایسا ہی ہمدی مہود ایک دوسرا وجود ہو گا جو ہمدی والی پیش گوئی کے مطابق نگہ یا مدینہ میں پیدا ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہو گا جس کے ساتھ ملکر مسیح آسمان سے نازل ہو کر قتل و جہاد و اشاعت اسلام وغیرہ کریں گے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کو جو مسیح موعود اور ہمدی مہود نبی اللہ و مجدد الوقت و امام زمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا ہم جھوٹا غفتری کذاب۔ دجال۔ خارج از اسلام یقین کرتے ہیں۔ اس کا کوئی تعلق خدا کے ساتھ نہ تھا نہ کوئی الہام و وحی خدا کیطرت سے اس پر نازل ہوئی اور جس قدر دلائل اُس کی صداقت کے پیش کئے گئے ہیں وہ سب قرآن و حدیث کے خلاف ہیں وہ مسیح موعود و ہمدی والی پیش گوئی کا ہرگز مصداق نہ تھا۔ سو اسے خدا نے قہار و جبار اگر ہمارا یا ایما خلاف قرآن و حدیث ہے اور میرے حکم سے اُخراق ہے تو ہم پر ایک سال کے اندر اندر ایسا عجیب ناک عذاب نازل فرما جو آج تک کسی پر نہ اُترا ہو اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق ہمارا ایمان صحیح ہے اور یہ طاق تیرے قرآن کے ہے تو اس کے فریق پر یہاں ہمارا نام و پتہ و نشان بیان کیا جائے گا جو ہمارے مقابلہ میں مبالغہ کر رہا ہے۔

در ذلک عذاب ایک سال کے اندر مسیح تاکر دنیا کو ہدایت نصیب ہو۔ اس پر دونوں فریق کہیں گے آمین۔ اس کے بعد مبالغہ ختم ہو کر ہر ایک فریق اپنے اپنے گھر چلا جائے اور ایک سال تک جو کہ مبالغہ کی مدت مسنونہ ہے اس کے نتیجہ کا انتظار کرے۔ پھر انشاء اللہ دنیا جان سکی کہ حق پر کون ہے اور اگر دونوں

یہ سب فریق ثانی کے عقیدہ و ایمان کا اظہار اگر ان میں سے کوئی یہ اعتقاد نہیں رکھتا تو وہ اپنے عقیدہ کا اظہار کرے ورنہ جبکہ سب کا یہی عقیدہ ہے (لو ان کو اس پر یقین و اطمینان قلب نہ ہو جیسا کہ ان کی خبریں و تقریریں و جہلوں سے ظاہر ہوتا ہے) تو کیوں اس پر مبالغہ کرنے سے جان نکلے اور جو اس رفوچر ہو کر موت لے لے ہے۔ یہ سب کچھ لکھنے کے بعد پھر ہم نے یہ بھی ان کے طرز عمل سے دُستے ہوئے اور جیل بازی کو جانتے ہوئے لکھ دیا تھا کہ:-

”اگر مطابق آیت مبالغہ کوئی فریق نہ اٹھا اور پھر کسی چھوٹے نامعلوم چھوٹے کیطرت سے کوئی اشتہار جیل بہانہ کر کے اس موت سے بچنے کے لئے شائع کر دیا۔ تو اسے زمین سُن رکھے اور اسے آسمان گواہ رہتا۔ اور اسے اہل دلی جان لو کہ ہم نے تمہارے علم پر آخری تحت یعنی مبالغہ کی بھی پوری کر دی۔ اب بھی اگر وہ مسیح موعود پر ایمان نہ لائے گا نہ اس کی تکذیب سے باز آئیں اور نہ میدان مبالغہ میں حاضر آئیں تو خوب سمجھ لو کہ وہ مومن نہیں بلکہ منافق ہیں اور اس پر خدا اور رسول اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ آمین۔“

ایسے کھلے کھلے اور صاف الفاظ ہیں جس میں کسی قسم کی جیل بازی نہ تھی خدا سے فیصلہ چاہا تھا۔ اگر فرق ثانی کو خدا پر ایمان اور یقین ہوتا۔ اور اُس کو یہ خبر ہوتی کہ وہ خدا کو سُننا اور قبول کرتا ہے اور وہ جانتا کہ اسلام کا خدا الحق القیوم ہے تو فوراً اپنی ایمانی قوت سے کھڑا ہو جاتا اور ذرا بھی حیل و حجت و پہلو ہوتی نہ کرتا۔ مگر آہ! اس دشمن اسلام فرق پر کہ اس نے جو جواب اس کا دیا وہ اس کے اندر نہ تو ظاہر کرتا ہوا یقین و ایمان و غیرت و حیا سب کا پروردہ برانداز ہے۔ واللہ! باللہ! انھوں نے آتا ہے ان علامتے زمانہ کے طرز قال و سواد حال پر ایک مدعی اسلام۔ ایک مدعی علم۔ ایک مدعی قرآن وانی۔ ایک مدعی حق و خانی۔ قرآن شریف کی اس آیت کو جس کے مطابق مبالغہ ہوتا ہے پڑھ کر اور اُس میں

فَعَجَلَ لِنُصْرَةِ اللَّهِ عَلَى الْكَذَّابِينَ

دیکھ کر پھر کس دلیری۔ کس جہا۔ کس دل۔ کس گرسے۔ کس منہ۔ کس زبان۔ کس قلم سے لکھتا ہے کہ:-

”مرزائی نوعیت عذاب عین کر دیں کہ در صورت
مباہلہ کر لینے کے ہم پر بوجہ انکار و تکذیب انکے ہی کے
کیا عذاب آئے گا۔
”اگر مرزائی آخر مباہلہ ہی (جسکے وہ اس وقت بھی
مصدق ہیں۔ فاروق) متعین کر دیں کہ اگر ہم نے
انکے نبی و رسول و مزاہم اس کے نبوت کے انکار و تکذیب
پرائے سے مباہلہ کر لیا تو ہم بند اور سوزن جائینگے اور
سیدان مباہلہ میں ہی جل سکیں جائینگے تو ہمیں مباہلہ
کرنے میں کسی طرح تاہل نہیں ہے۔“
کے قدر روئے کا انتقام ہے کہ علمائے دہلی الہدیت و حنفی
دونوں اس قدر غیور و طامع ہیں کہ مباہلہ کا نام سننے
ہی عقل و علم کو خیر باد کہہ کر پست در اور سوزن بننے اور آگ میں
جل سکیں کہ رکھ ہو جائے کی خواہش کرتے ہیں گویا آیت مباہلہ
میں جو لفظ لعنت خدائے ذکر فرمایا تھا اس کے معنی میں
بندر اور سوزن بنا دینا۔ اور آگ میں جلا دینا۔ انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ نف ہے اس علم پر۔ اور حقیقت ہے اس ایمان و
اسلام پر جسکے علم کا یہ نمونہ قرآن دانی اور یہ اظہار توحیدی و
ایمان باللہ ہو۔

نتیجہ بات یہ ہے کہ ان دشمنان دین متین و وعدہ وان
خیر المسلمین کو اللہ پر ایمان ہی نہیں۔ اسی لئے تو مباہلہ کو وہ باوجود
طفلان یا نہایت معمولی بات کچھ نہ سمجھتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہیں۔ اگر یوں اور کار و دونوں کیڑے ہو کر
اُس سے کوئی فیصلہ چاہیں تو وہ ہرگز فیصلہ کن امر نہیں صادر
کر سکتا۔ اور قرآن مجید میں جو اُس نے فرمایا ہے کہ دلی جھیل
اللہ لکھن علی المؤمنین سبیلہ محض لفظ ہی لفظ
ہیں اور حقا علیہا نصر المؤمنین ہی دل خوش کن بات ہے
اور اکیلا ان حزب اللہ ہم الغالبون بھی سمجھتے ہیں وہ واجب
دعوۃ الداع اذا دعان بھی طفل نسلی ہے وہ کب خیال کر سکتے
ہیں کہ خدا تعالیٰ نے لعنت اللہ علی الکاذبین میں جن خدا کو
کو موقوف رکھا ہے وہ سخت سے سخت ہونگے اور ان کا تعین
مباہلہ کے دست قدرت میں نہیں رکھا۔ شرم شرم شرم۔
بہر حال ہمارے پاس جو اشتہار اس جگہ مولوی کا مباہلہ کے جواب
میں بندہ رجسٹری آیا ہے اسکو ہم جیسے ہی درخواست کے مطابق
فاروق میں درج کر دیتے ہیں اور ہر ایک ذی شعور مدعی اسلام
و واقف قرآن سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس جواب کو جو
ہمارے اُس محفل اور متقیانہ درخواست مباہلہ کے متعلق ہے
ملاحظہ فرما کر شہرین کی حالت زار پر اٹھ اٹھ آنسو بہائیں اور

مرزا کا پہلے مباہلہ منظور

احمدیہ دارالافتاء قادیان دارالافتاء دارالافتاء
”خبر مرزا صاحب اپنے اشتہار اور پہلے مباہلہ کے متعلق
تو خود آپ کو جواب دیجئے۔ آپ نے دہلی والوں کو جو پہلے دیا
ہے۔ اُس کا جواب ہم عرض کرتے ہیں۔
”ہم چیلنٹ ہیں کہ کیوں اب تک مرزائی مباہلہ مباہلہ کے
جانتے ہیں۔ اس وقت فیصلوں کو جو ان کے اقوام سے
خدائی فیصلے ہیں چیلنٹ کی کوشش کر رہے ہیں۔
”کیا مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کا مباہلہ جو
خود مرزا صاحب نے منع کیا تھا۔ قادیانی مشن کے کذب
کی دلیل نہیں ہے؟ کیا مولوی عبدالحق صاحب ابھی تک زندہ
نہیں ہیں؟
”کیا مولوی شہناز صاحب کے متعلق خود مرزا صاحب
کی دعائے فیصلہ نہیں کر دیا کہ کاذب صادق کی زندگی میں
ہلاک ہو کر اپنے کذب پر ٹھہر لگا گیا؟
”کیا ڈاکٹر عبدالحق صاحب کی زندگی میں مرزا صاحب
فوت ہو جانے مرزا صاحب کے دعویٰ کے جھوٹے ہونے کا
روشن ثبوت نہیں ہے؟
”کیا محمد علی بیگم کی مرزا صاحب کے نکاح میں آئیں
آئے کی سہیلیوں جو بقول مرزا صاحب قصائے مہر مہر مہر
اس کا خلاف ہونا گویا خدا کی قصائے مہر کا بدل مانا خدا
غلط ہو کر خود مرزا صاحب کے اقوام کے موافق انھیں کاذب
نہیں بنائی؟ وغیرہ وغیرہ
”ساری دنیا جانتی ہے کہ ان آئی فیصلوں نے جو خود
مرزا صاحب اور مرزائیوں کے مقرر کردہ تھے بڑے انصاف
قادیانیوں کے لئے کوئی موقع نہ دکھائے کہ باقی نہیں رکھا
لیکن قادیانیوں کی کالی ہی کامیابی کا گیت گائے جاتے
ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کی آنکھوں میں فاک ڈال دیا گیا
اور سیکار کوشش کر رہے ہیں۔
”باوجود کہ مولوی شہناز اللہ کے ہاتھ میں مرزا صاحب کے
خلاف مولوی صاحب حق میں فیصلہ ہونا منشی قائم علی صفا
اور مولوی صاحب موصوف کے مناظرہ لہجہ نہ سے اور یہی
بختہ اور رجسٹری ہو گیا۔ لیکن مرزائی ہیں ورنہ ان کا اصرار۔
”پس اب دہلی والوں کے مباہلہ کرنے کا
نتیجہ کیا ہوگا؟ صرف یہی کہ ان مباہلوں میں ایک مباہلہ
کا اور اضافہ ہو جائے اور مسلمان کہیں کہ ہم کامیاب ہوئے
مرزائی کہیں کہ ہم!
”مرزائیوں کے مقابلہ میں مباہلہ کرنے والے اہل دہلی بھی آخر
انسان ہیں۔ اور انسانی عواض نزل۔ زکام۔ جاکڑا۔ بخار۔ وغیرہ

عبدالرحمن نامی ساکن راولپنڈی کا اشتہار جیسا کہ مرزا صاحب
نے خود بھی اقرار کیا ہے کسی دہلی والے کا اشتہار نہیں ہے
عبدالرحمن صاحب موصوف نے اصل پہلے راولپنڈی میں
شرح کیا تھا۔ ان جب مرزائی دہلی آئے تو انکی مختصر نقل
مطبع نامی دہلی میں چھپو کر دہلی میں بھی شائع کر دی گئی
اس اشتہار کے جواب میں بجائے اسکے کہ راولپنڈی والوں
کو مخاطب بناتے دہلی والوں کو اپنے مقابلہ کی دعوت دیتے
ہیں۔“

خبر مرزا صاحب اپنے اشتہار اور پہلے مباہلہ کے متعلق
تو خود آپ کو جواب دیجئے۔ آپ نے دہلی والوں کو جو پہلے دیا
ہے۔ اُس کا جواب ہم عرض کرتے ہیں۔
”ہم چیلنٹ ہیں کہ کیوں اب تک مرزائی مباہلہ مباہلہ کے
جانتے ہیں۔ اس وقت فیصلوں کو جو ان کے اقوام سے
خدائی فیصلے ہیں چیلنٹ کی کوشش کر رہے ہیں۔
”کیا مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کا مباہلہ جو
خود مرزا صاحب نے منع کیا تھا۔ قادیانی مشن کے کذب
کی دلیل نہیں ہے؟ کیا مولوی عبدالحق صاحب ابھی تک زندہ
نہیں ہیں؟
”کیا مولوی شہناز صاحب کے متعلق خود مرزا صاحب
کی دعائے فیصلہ نہیں کر دیا کہ کاذب صادق کی زندگی میں
ہلاک ہو کر اپنے کذب پر ٹھہر لگا گیا؟
”کیا ڈاکٹر عبدالحق صاحب کی زندگی میں مرزا صاحب
فوت ہو جانے مرزا صاحب کے دعویٰ کے جھوٹے ہونے کا
روشن ثبوت نہیں ہے؟
”کیا محمد علی بیگم کی مرزا صاحب کے نکاح میں آئیں
آئے کی سہیلیوں جو بقول مرزا صاحب قصائے مہر مہر مہر
اس کا خلاف ہونا گویا خدا کی قصائے مہر کا بدل مانا خدا
غلط ہو کر خود مرزا صاحب کے اقوام کے موافق انھیں کاذب
نہیں بنائی؟ وغیرہ وغیرہ
”ساری دنیا جانتی ہے کہ ان آئی فیصلوں نے جو خود
مرزا صاحب اور مرزائیوں کے مقرر کردہ تھے بڑے انصاف
قادیانیوں کے لئے کوئی موقع نہ دکھائے کہ باقی نہیں رکھا
لیکن قادیانیوں کی کالی ہی کامیابی کا گیت گائے جاتے
ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کی آنکھوں میں فاک ڈال دیا گیا
اور سیکار کوشش کر رہے ہیں۔
”باوجود کہ مولوی شہناز اللہ کے ہاتھ میں مرزا صاحب کے
خلاف مولوی صاحب حق میں فیصلہ ہونا منشی قائم علی صفا
اور مولوی صاحب موصوف کے مناظرہ لہجہ نہ سے اور یہی
بختہ اور رجسٹری ہو گیا۔ لیکن مرزائی ہیں ورنہ ان کا اصرار۔
”پس اب دہلی والوں کے مباہلہ کرنے کا
نتیجہ کیا ہوگا؟ صرف یہی کہ ان مباہلوں میں ایک مباہلہ
کا اور اضافہ ہو جائے اور مسلمان کہیں کہ ہم کامیاب ہوئے
مرزائی کہیں کہ ہم!
”مرزائیوں کے مقابلہ میں مباہلہ کرنے والے اہل دہلی بھی آخر
انسان ہیں۔ اور انسانی عواض نزل۔ زکام۔ جاکڑا۔ بخار۔ وغیرہ

وغیرہ میں مبتلا ہونا عادی طور پر ایک لازمی امر ہے جس میں ان کے کسی کو کوئی بیماری لاحق ہوئی۔ اور مرزا میوں نے بغلیں کجائیں کہ وہ دیکھو آسمانی عذاب نازل ہوا۔ ان معمولی بیماریوں کو آسمانی دردناک عذاب بنانے کے لئے مرزائی آسمان تک شور و غوغا مچا دیتے۔ جیسا کہ اس سے پہلے کئی مرتبہ تجربہ ہو چکا ہے لہذا ہم برے کے زور سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے مرزائیوں کا جیلنج میا ہلہ خوشی سے منظور کیا۔

بشرطیکہ (۱) مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی اور خان صاحب مولوی محمد جمعی خان صاحب جاگیر دار مالک کوٹہ و مولوی محمد اسحاق صاحب مروہی و ڈاکٹر رشید الدین صاحب و دیگر اہل ایمان جماعت مرزا میوں میں مباہلہ میں آئیں (۲) یہ کہ مرزائی نو عینہ عذاب عین کر دیں کہ در صورت مباہلہ کر لینے کے ہم پر بربر انکار و تکذیب ان کے نبی مرزا غلام احمد صاحب کے کیا عذاب آئے گا؟

ہم آپ کو یہ بھی بتا دیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے منکرین یعنی نصاریٰ کے بھران کے ہاں سے فرمایا تھا کہ اگر یہ مباہلہ کر لیتے تو ہند اور سورت بجاتے اور میلان مباہلہ ان کے اوپر آگ ہو کر بھڑک اٹھتا اور یہ جل جہنم بنا دیتا۔

تیس اگر مرزائی اثر مباہلہ بھی متبتین کر دیں کہ اگر ہم نے ان کے نبی و رسول مرزا غلام احمد کی نبوت کے انکار و تکذیب پر ان کے مباہلہ کر لیا تو ہم ہند اور سورت بجاتے۔ اور میدان مباہلہ میں ہی جل جہنم جالینگے۔ تو ہمیں مباہلہ کرنے میں کسی طرح تامل نہیں ہے۔

یہ اس لئے کہ دُعا پر صادق اور کا ذب کی پہچان میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔

کیونکہ اگر مذکور جب ہمارے اوپر میدان مباہلہ میں ہی ظاہر ہو جائے گا تو کسی دیکھنے والے کو ہمارے جھوٹے ہونے میں کسی قسم کا تامل نہ رہے گا۔ اور آپ کے دعویٰ کی سچائی روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔

لیکن اگر ہم خدا کے فضل و کرم سے میدان مباہلہ سے صحیح و سالم چلے آئے تو لوگوں کو واضح طور پر قادیانی نبوت کا جھوٹ اور افتراء معلوم ہو جائے گا۔ کیونکہ اگر ان کی نبوت سچی ہوتی اور مرزا غلام احمد صاحب سچے نبی اور رسول ہوتے تو ان کے انکار و تکذیب پر ہم مباہلہ کر لیا ہوں میں سے کوئی بھی مسلم نہ بچ سکتا۔ اس لئے ہمارا سالم بچ جانا ہی

ان کے جھوٹے ہونے کا تین اور روشنی ثبوت ہو گا۔ اور اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہ ہوگی۔

الغرض اگر مرزائی اپنے مخالفین سے فیصلہ ہو جانے کے لئے ہمیں مباہلہ کا چیلنج دیتے ہیں تو ہم خوشی سے ایسے مباہلہ کیلئے تیار ہیں جو فیصلہ ملے کن ہو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزائی اپنے چیلنج کو کہاں تک نبھاتے ہیں اور ایک مفید مباہلہ کے لئے مرزا صاحب کے خلیفہ ثانی کو کیا جلد میدان مباہلہ میں آنے کا اعلان کرتے ہیں؟

نوٹ

(۱) مقام مباہلہ اور تاریخ اور دن اور الفاظ و عادات وغیرہ طرفین وغیرہ کا فیصلہ فریقین کی رضامندی سے ہو گا۔

(۲) مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جیلنج آدمی مباہلہ کیلئے اپنے ساتھ لائینگے۔ ان سے زیادہ انشاء اللہ شہر میں کینگے۔

(۳) اوڈیٹ فاروق کے سخت اور خلاف تہذیب الفاظ کو حوالہ بخدا کر کے ہم نے ان کا جواب نہیں دیا ہے۔

(۴) شام مرزائی کہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مباہلہ کے لئے کیوں بلایا گیا۔ انھوں نے تو کسی کو انبوت نہیں دی مگر اس کا جواب یہ ہے۔ (۱) کہ اگر مرزائیوں کو یہ استحقاق حاصل تھا کہ وہ عبدالرحمن ساکن راولپنڈی کے جیلنج کے جواب میں۔ مولوی سید عبدالسلام صاحب۔ مولوی عبدالوہاب صاحب۔ مولوی محمد امجد ابراہیم صاحب۔ مولوی کفایت اللہ صاحب وغیرہم کو مباہلہ کے لئے بلائیں تو ہمیں بدرجہ اولیٰ یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ ہم آپ کے جیلنج کے جواب میں نامہ دکان یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب وغیرہم کو بلائیں۔ (۲) چونکہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اس نبی کے خلیفہ ہیں جن کی نبوت کے متعلق مباہلہ ہے اس لئے ان کا میدان مباہلہ میں آنا سب سے زیادہ مقدم اور اہم ہے۔ (۳) چونکہ ایڈیٹر فاروق نے دعویٰ کیا ہے کہ مباہلہ کا جیلنج انھوں نے آیت قرآنی کے حکم کے ماتحت دیا ہے اور آیت میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے کہ تم منکرین کو مباہلہ کے لئے بلاؤ۔ اس لئے مرزائیوں کے خیال اور عقیدہ کے بموجب اصل جیلنج دینے والے مرزا غلام احمد صاحب مدعی نبوت یا ان کے قائم مقام اور خلیفہ ٹھہرتے ہیں۔ (۴) آیت مذکورہ کے بخود کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود مع امام طہن و امام حسین و حضرت فاطمہ و حضرت علی رضی اللہ عنہم کے مباہلہ کے لئے

منکرین کے مقابلہ پر نکلے تھے۔ اس لئے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پر لازم ہے کہ اس سنت کے موافق وہ اپنے منکرین کے مقابلہ پر میدان میں نکلیں۔

لہذا اب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اپنی صورت کے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں کہ یا تو میدان مباہلہ میں نکل آئیں۔ یا صاف اعلان کریں کہ ہم مباہلہ کرنا نہیں چاہتے اور ایڈیٹر فاروق کا مصنفون ہماری اجازت اور ہمارے حکم سے نہ تھا۔ اور آیت شریفہ کے حکم کے ماتحت اور سنت جمعی کے موافق مباہلہ کرنا ہمیں منظور نہیں ہے۔ (۵) اس کا جواب مطبوعہ آنا چاہیے۔ اور ایک کاپی دفتر اجماعت کانفرنس دہلی کے سکریٹری یا مدرسہ حسینیہ دہلی میں مولوی محمد ابراہیم صاحب کے نام آنی چاہیے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صلی اللہ علی محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین ط

المع

سید عبدالسلام نمبر مولانا سید محمد زید حسین صاحب محنت دہلوی مرحوم محمد ابراہیم خلیف مولانا مولوی محمد حسین صاحب مرحوم احمد اللہ مدرس مدرسہ کوچہ فاجیہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی محمد میاں مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی محمد عبدالرشک و عطاء اللہ غفور مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی محمد عبدالرشک مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی نور الحسن مدرس مدرسہ حسین بخش مرحوم دہلی محمد میاں مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی و بندہ احمد سعید غفرلہ معاون مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ متن عربی

جس کو ایک بڑی جماعت علماء نے جو انگریزی و عربی کے منتہی فنل ہیں نہایت تحقیق و تدقیق و محنت و جانفشانی سے تیار کیا ہے مختصر یہ کہ آج تک انگریزی زبان میں کوئی ایسا ترجمہ قرآن شریف کا نہیں چھپا جو اس طرح کی تکمیل اور صحت کے ساتھ طلباء علوم مشرقیہ اور عوام کی خواہشات اور ضروریات کو پورا کرے (فاروق)

علماء دینی کا مباہلہ فرار اور آیت قرآنی کا

چہ بہیت ابدا ندریں جواں را
کہ ناید کس بیدان محمد

علمائے دینی نے جس طرح حیل بازی کر کے مباہلہ سے اپنی جان چھڑا رکھی تھی راہ فرار اختیار کی تھی اور اپنے علم فضل کا پردہ فاش کر دیا تھا اس سے بے نظریں اور یہودگی سے مباہلہ سے بھی نہ صرف گریز کیا بلکہ ساتھ ہی آیت مباہلہ سے بھی ضمتا نکال کر دیا ہم نے نہایت صفائی سے راہ ہندی کے مسافر کا چیلنج مباہلہ منظور کر کے علماء دینی کو مخاطب کیا تھا کہ مرد میدان بن کر ہم سے امور تہذیب کے متعلق مباہلہ کریں۔ اور یہ مباہلہ حسب منشاء آیت قرآنی ہوگا۔ لیکن جب حضرات حجرہ نشینان نے دیکھا کہ مباہلہ سے تو جان چھڑائی تھی کہ مباہلہ کی اور آفت نازل ہوئی تو اب اس سے کس طرح چھٹکارا ہو اور ہو بھی اس طرح کہ عوام تو یہ سمجھیں کہ ہم مباہلہ کے لیے تیار ہیں مگر فی الحقیقت مباہلہ کو ٹال دیتا ہے تو یہ راہ فرار سوچی کہ ہمارے جواب میں اشتہار جو شائع کیا اس کا عنوان لکھا "مرزا یوں کا چیلنج مباہلہ منظور"

اور علیٰ حدوث میں یہ بھی لکھا کہ ہم بڑے زور سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے مرزا یوں کا چیلنج مباہلہ خوشی سے منظور کیا۔ اس دھوکہ دہی سے مرمت عوام اور اپنے ہوا خواہوں کی آنکھوں میں بے سود سیاہ دود ڈال کر اپنی پردہ دردی اور ایمانی کمزوری اور اندرونی خوف کو چھپا ماقصود ہے۔ کہ کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ ان مفت بدنام کنندہ اسلام نے مباہلہ سے تو بھیچا چھڑایا تھا مباہلہ سے بھی جان بچائی۔ مگر یہ حیلہ کارگر نہیں ہو سکتا۔ ساری دنیا اندھی نہیں۔ جو شخص ہمارے درخواست مباہلہ اور ان علماء مالک جواب بغور ملاحظہ کر لے گا اگر انہیں ذرا بھی خشیت الہی اور تقویٰ ہوگا تو فوراً جان لے گا کہ علماء دینی نے سخت ہزیمت فاش آٹھائی ہے اور نہایت نامعقول اور فضول طرز سے مباہلہ سے جان چھڑائی بھلا غور کر کہ آیت مباہلہ میں تو اللہ تعالیٰ نے مباہلین کو لعنت اللہ علی الکاذبین بیان کرنے کو فرمایا اور اس لفظ لعنت کو قائم مقام تمام عذابوں کا رکھا ہے جو عذاب الہی میں کاذب کیلئے مقدر ہوگا وہ اس پر نازل ہوگا مباہلین کو جو اس آیت کے تحت مباہلہ کریں کسی عذاب کے تعین کی اجازت نہ ضرورت۔ نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کرنے سے پہلے کبھی اب

کی تعین کر دی تھی نہ ذول عذاب بر سر کین محارصلے اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں تھا پھر خلاف قرآن و سنت نبوی کسی عذاب کو کس طرح تعین کر دیں۔ یہ تو صرف مباہلہ سے بچنے کا حیلہ سوچا گیا ہے۔ کہ عوام کو بظاہر یہ سمجھا دیا کہ دیکھو ہم نے بڑی خوشی سے مباہلہ منظور کیا ہے۔ اور دراصل اس سے انکار کر دیا جب شرط لگائی کہ "مرزائی نوعیت عذاب معین کر دیں کہ در صورت مباہلہ کر لینے کے ہم دہلے دہلی پر بوجہ انکار و تکذیب انکے نبی مرزا غلام احمد صاحب کی عذاب آئیگا۔"

اے علمائے دینی! سنو اور خوب کان کھو کر سن لو! اگرچہ انکار یا تکذیب کے اسی قانون کے مطابق دنیا میں عذاب نہیں آتا۔ آؤ قتیقہ وہ تکذیب مکذبین کو مورد عذاب الہی نہ بناوے البتہ مباہلہ کرنے سے کاذب مباہلہ پر دنیا میں عذاب آیا کرتا ہے مگر وہ منہ مانگا عذاب نہیں ہوتا بلکہ جو خدا چاہے وہ عذاب نازل ہوگا کرتا ہے۔ کیا تم کو کفار کہہ کا قول یاد نہیں کہ وہ آسمان سے پتھر نازل ہونگی خواہش کرتے تھے مگر کسی پر پتھر نہیں پڑا پس جس حالت میں کفار کہہ کو منہ مانگا عذاب نہیں ملا تو علماء دینی کو منہ مانگا عذاب کیوں ملنے لگا۔ ہاں عذاب ضرور نازل ہوگا۔ اور اسی طرح نازل ہوگا کہ دنیا جان لیگی کہ یہ بھولے مباہلہ کر نیوے پر عذاب الہی نازل ہوتا ہے۔

اونا دانوں! نہ لڑ کا کام بخار کھانسی کو کس دن مرزا صاحب نے عذاب بتایا تھا جو تم اپنے پیشرو کی تقلید میں سمجھتے ہو کہ "مرزا یوں کے متابہ میں مباہلہ کر نیوالے ہاں ملی بھی آخرفسان ہیں۔ اور انسانی خواہش نزلہ زکام جاڑا۔ بخار وغیرہ وغیرہ میں مبتلا ہونا عادی طریقہ ایک انجمنی امر ہے اس میں سے کسی کو کوئی بیماری لاحق ہوئی اور مرزا یوں نے بغلیں بجائیں کہ وہ دیکھو آسمانی عذاب نازل ہوا۔ ان معمولی بیماریوں کو آسمانی دردناک عذاب بنانے کے لئے مرزائی آسمان تک شور و غوغا مچا دینگے۔ جیسا کہ اس سے پہلے تجزیہ ہو چکا ہے۔"

اگر تم سچے ہو اور تم میں سے کوئی بھی رشید ہو تو اس پر حرام ہے بانی مینا جب تک وہ اس سے پہلے کسی مرتبہ کے تجویز میں سے ایک دو مرتبہ کا اپنا تجربہ نہ پیش کرے کہ فلاں شخص نے مباہلہ کیا تھا جس کے بعد اس کو بخار آیا یا نزلہ ہوا یا جاڑا پڑا یا کھانسی ہوئی تو مرزا یوں نے ان معمولی بیماریوں کو آسمانی دردناک عذاب بتا کر آسمان تک شور مچا دیا تھا

اور اگر تم میں سے کوئی بھی یہ ثابت نہ کر سکے تو تمہاری رائے اس لوگو کوئی اور دماغ بیانی سے ڈوب مرنا بہتر ہے کوئی ہے تم میں سے جو یہ ثابت کر دے؟ پس خوب یاد رکھو کہ تمہارے نزلہ زکام و بخار وغیرہ وغیرہ معمولی بیماریوں میں مبتلا ہونے کے عذاب مباہلہ نہیں سمجھا جائیگا تا وقتیکہ تم حقیقی عذاب ایسا نازل نہ ہو جو تمہارا خاتمہ کر دے۔

یہاں تمہارا سودا و بند رہنے کی خواہش کرنا یا آگ میں چلنے کی درخواست یہ آیت مباہلہ کے خلافت ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ تم کو خدا کس عذاب میں مبتلا کریگا۔ نزلہ عذاب اختیار الہی ہے مباہلہ کرنا اور آسمیں لعنت اللہ علی الکاذبین بین کتنا ہمارا کام ہے۔ پھر جو خدا چاہے وہ بھولے کو دنیا میں نزل دے۔ مگر گینگا دردناک۔ نزلہ زکام بخار۔ اور اگر تمہارا یہ یقین ہے کہ مباہلہ کر نیوالوں میں سے جھوٹے پر معامیان مباہلہ میں ہی عذاب نازل ہوگا اسکو سو رہ بند بنا دینا یا آگ میں جلادیتا ہے۔ تو تمکو اختیار ہے کہ تم ہمارے لیے اس عذاب کے اس روز منتظر رہنا اگر تم بھلا مقرر کردہ دن تک مانگے عذابوں میں سے ہم پر ایک بھی نہ وارد ہوا بلکہ ایک سال تک بھی اگر ان عذابوں میں سے کوئی عذاب ہم پر نہ واقع ہوا تو تمہارے ذہل کا ذہب ہو نیکی ایک بڑی بربردست دلیل ہوگی۔ ایک تو ہمارا امر ایک عذاب الہی سے محفوظ رہنا دوسرا تمہارا منہ مانگا اور مقرر کردہ عذاب مٹا چھوڑ سال بھر تک نہ نازل ہونا۔ دو گواہ تمہارے کاذب ہونے کے ہو جاوینگے۔

دیکھو! ایک طرف تو تم نے آیت قرآنی سے جو لعنت اللہ علی الکاذبین بیان کرنے کی اجازت دینی ہم سورہ بند رہنے کی خواہش کر کے در پردہ اس کے مفہوم کو انکار کیا اور اپنی قرآن دانی کا پردہ فاش کر آیا دوسری طرف کفار کہہ سے جا قدم ملا جو منہ مانگا عذاب مانگنے لگے۔

بالآخر ہم خدا کا خوف دلا کر اور اس حکم الہی کے لیے ڈر کر تمہیں متنبہ کرتے ہیں کہ سید صحر ہو کر حسب منطوق آیت قرآنی آؤ ہم سے مباہلہ کرو اور ایک سال تک سچا رہنا خطرہ کرو۔ (۱) ہم اپنی طرف سے کوئی عذاب معین نہیں کر سکتے کیونکہ ہم کو کہیں سے اس کا ثبوت نہیں ملتا (۲) تم جو چاہو ہمارے لیے عذاب معین کر دو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ (۳) ہم ایک سال کی مباحہ و دل عذاب کی تمہارے لیے معین

ہوئی تصویر کر لیں اور حرام موت سے بچیں اور آپ چونکہ غیر احمدی ہیں کچھ دن قادیان میں رہیں بچوں کا بھی انتظام ہو جاوے گا اور آپ کا قلب بھی ٹھکانے سے ہو جاوے گا اور حافظ تصویر حسین صاحب احمدی کے بھی دیدار ہو جاوے گا۔ خواجہ ابن حسن صاحب سے میرا سلام علیک آپ کہیں۔ والسلام

فقیہ کبیر احمدی بشریت گنج لکھنؤ - ۱۶/۷/۱۳۳۵

نظم

مندرجہ ذیل نظم ڈاکٹر لعل دین صاحب احمدی نے فیصلہ سے لکھ کر بڑے اندراج فاروق ارسال کی ہے خدا تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو بخیریت تمام واپس لائے۔ آمین

بڑا اب تو فضل خدا ہو رہا ہے
اک احمدیہ عالم خدا ہو رہا ہے
نماز کے تین کون کو اور دین کو پتے
یہ کہتے ہیں واللہ مہم ہو رہا ہے
ہدایت کی وہ روح احمدیہ چوکی
کہ ہر احمدی رہنما ہو رہا ہے
دقات شیخ کا جہان میں ہے چرچا
یہی ذکاب جابجا ہو رہا ہے
جو عیسیٰ گئے خدا احمدیہ ہے
نتیجہ یہی بر ملا ہو رہا ہے
دقات شیخ کی بڑی قربانی
کہ جوش مخالف تھا ہو رہا ہے
مخالف پہ اب مردنی چھا گئی
ہمیں دیکھ کر کوئلہ ہو رہا ہے
خدا دین احمدی کی تائید میں ہے
سیدوں یہ بے راز دہو رہا ہے
نہیں کوہرا احمدیہ ہیں
رخ نور احمدیہ ہو رہا ہے
جو بگڑی ہیں بنکرے نفوس اپنی
اسی یہ کیا ماجرا ہو رہا ہے
نہیں سچ خود وہ کیا کر رہے ہیں
مگر حق کی جانب کیا ہو رہا ہے
شیخ ابن مریم کے بیٹے کی بات
کہا جو محمد نے تھا ہو رہا ہے
الوالہم نکلاہ ابن المسیح
کہ جوشو مخالف تھا ہو رہا ہے
میخانہ ہو کیوں۔ ہے ابن المسیح
میخانہ کا وعدہ دیا ہو رہا ہے
کام اسکا ہے زندگی بخش یارو
کہاں معارف خطا ہو رہا ہے
وہ تپا ہے ہوتی تو تائید شیخ کی
مردگار اس کا خدا ہو رہا ہے
تمہیں ایسے شک کیونگی غلط فہمی کی
کہو آگے بیعت یہ کیا ہو رہا ہے

خدا انیس لعل کے کام کچھ بھی

مگر نام لیوا تیسرا ہو رہا ہے

فقط

کی طرف دوڑتا ہوں یا حضرت خدا را مجھ پر رحم فرما کر جہان
مکن ہو وہ بیوی زندہ ہو جاوے۔ جناب غوث پاک نے
بحکم رب العالمین ۱۲ برس کی ڈوبی ہوئی بارات دریا
سے ایک چشم زدن میں نکال دی تھی اور یہ بیوی کو تو
مرے ہوئے عرصہ دو ماہ کا گذر رہا ہے اور قبر میں دفن
ہوئی ہے۔ خدا را میری اس بیوی سے کسی طرح سے
وصال کرا دیجیے۔ جبکہ وہ جدا ہوئی ہے خواب میں نظر
نہیں آتی ہے مشکل سے ایک بار اب دیکھا کہ میں نے
اسکو پہچانا نہیں ہے اور وہ خواب میں کہتے کہنتے دق
ہو گئی ہے کہ وہ میں ہی ہوں اور جب پہچانا تو آنکھ
کھل گئی ہائے افسوس کہ ایک بات بھی نہ کرنے پایا جب
اور غلش بڑھ گئی ہے۔ اگر آپتے مدد نہ فرمائی تو زہر کھا کر
مر جاؤں گا۔ حافظ تصور حسین صاحب کا پتہ لکھیے کہ وہ
قادیان میں ہیں یا کہیں اور جگہ ہیں اور میرے وہ ماموں
صاحب ہوتے ہیں فقط

عزیز احمد
جواب از کبیر احمدی۔ ولیم السلام رحمۃ اللہ علیہ
جواباً عرض ہے۔ اس دنیا میں ہلاک شدہ لوگوں کا
رجوع ممنوع ہے۔ مارنا اور جلانا اللہ تعالیٰ ہی کا
کام ہے شکر کہ آپ محتجب ہیں۔ اور ایسا خیال کہ
۱۲ سال کی ڈوبی ہوئی بارات سیدنا عبدالقادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ نے مع تمام برائیوں کے زندہ کر کے
نکال دی تھی تو اور حلات قرآن کریم ہے۔ اللہ صا
نے فرمایا حرام علی قریۃ اھلکناھا انھم
لا یرجعون۔ یعنی جس گاؤں والوں کو ہم نے ہلاک
کیا اس دنیا میں پھر انکا لوٹ آنا حرام ہے۔ مردی دنیا
میں نہیں آتے۔ حضرت شیخ اور بی مریم بھی ہلاک
شدہ ہیں وہ بھی تو اس جہان میں نہیں آسکتے لفظ
ہلاک کا یہ وصف علیہ السلام کے لیے بھی بولا گیا ہے
اذ اھلکنا لن یربعث اللہ من بعدک
دسوا پارہ ۲۴ رکوع ۹

اور یہ خیال مسلمانوں کا نہیں کہ مردے دنیا میں
پھر جایا کرتے ہیں بلکہ محمدؐ گرہ کے مسلمان اس غلطی
میں مبتلا ہیں کہ بڑے پیر نے ڈوبی ہوئی بارات جتنا
سینہ نکال دی تھی۔ سو ابکو چاہیے کہ کسی اور سر دلی
عورت کے ساتھ نکاح کر لیں اور اسی کر دیا سو ادب و

کرتے ہیں ہمارے نزدیک ہی مسنون ہے اور اسی کی ہم کو اجازت
ہے۔ (۴۷) تم ہمارے لیے ایک ساعت یا ایک دن یا ایک
ہفتہ یا ایک مہینہ یا ایک سال مقرر کرو ہیں عذر نہیں۔
(۵) بیشک جب تم جنہوں نے اپنے اہلکار میں نام درج
کیے ہیں میدان مباہلہ میں آؤ گے۔ تو حضرت امیر المؤمنین
فضل عمر میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ
بھی مع معززین جماعت کے تم سے مباہلہ کریں گے۔ (۶) مباہلہ
انہیں امور ممتازہ عمر پر گھوٹا جو ہمارے اور تمہارے درمیان
اہم اختلافیہ مسائل ہیں۔ اور ہم ان کا مفصل ذکر اور کرچکے
ہیں (۷) مقام مباہلہ و تاریخ و وقت بترا ضی فریقین مقرر
ہو گا۔

اس کا جواب بصورت انکار اگر دیا تو قابل توجہ نہ ہوگا
اگر منظور ہے تو بسم اللہ آئیے اور خدا کے حضور کھڑے ہو جائیں
ورنہ کسی کو ممتد نہ دکھائیے۔

حب خواہش یہ جواب انکو مطبوعہ بھیجا جاتا ہے
والسلام من اتباع الھدۃ
ایڈیٹر فاروق۔ قادیان

مری ہوئی عورت کو زندہ کر دیں

(از مولوی کبیر الدین احمد احمدی کستوری)
بہ خاص وعام کو واضح ہو کہ مقام بمبئی ڈانگ پاڑہ پوٹ
باشکلاتیلی محلہ عبد خاکی خود کی چال مکان ۲۳ منشی
عزیز احمد صاحب نے کچن سے یہ عاجز واقعہ نہیں عاجز
کو ایک خط نہایت طویل بھیجا ہے جو کہ مع جواب یہ یہ
ناظرین ہے۔

والا نعمت جناب مولوی صاحب سلامت۔
بعد بسیار اشتیاق ملاقات و سلام علیک دست بستہ
لتمس خدمت اقدس میں ہوں۔ حضور کی کشف و کرامات
رحم دلی اور ہمدردی بیکیاں کی بابت جناب خواجہ ابن حسن
صاحب لکھنوی سے خوب۔ خوب سنکر اپنی وحشت بھری
پیشانی اور بفراری کو حضور کے روبرو پیش کرتا ہوں
خدا را میرے حال زار پر رحم فرما کر۔ میری بیوی کو زندہ آپ
کر دیں میں اس کے لیے بے قرار ہوں اور چھوٹے چھوٹے
بچے روتے ہیں اور میں وحشت اور جہل میں مبتلا
ہوں کہ گا ہے اس بیوی کی قبر پر جاتا ہوں گا چو کری

ناظرین فاروق کو عید مبارک ہو

منقولات

حضرت مسیح ناصری خدا نہ تھے انسان رسول تھے

نمبر

ایک ضرورت کو پورا کیا جاتا ہے

جب سے کہ عاجز نہ لاهور میں مضمون کفار پر ایک لکچر دیا تھا اکثر دوستوں کا مطالبہ رہا کہ مضمون الوہیت مسیح پر بھی ایک رسالہ تالیف کروں۔ اس مطالبہ کو پورا کر کے

مسیح ناصری کی عورت

کے واسطے مضمون شروع کیا جاتا ہے۔ اور متواتر متعدد دیروں میں انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوتا رہے گا۔ امید ہے کہ عقلی اور نقلی دلائل سے ہر طرح اس مضمون کو احباب مٹل پائینگے اور عیسائی صاحبان بھی اس کے مطالبہ سے فائدہ حاصل کر سکیں گے۔

سب سے اول اس بات کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسیح ناصری علیہ السلام کی سچے دل سے عورت کرتے ہیں۔ ہم ان کو اللہ تعالیٰ کا پیارا نبی اور رسول مانتے ہیں۔ اور ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ خدا کے برگزیدوں میں سے ہیں۔ بلکہ ہم ان کو خدا کا بیٹا بھی ان مضمون میں لیتے ہیں جن مضمون میں محاورہ بائبل میں یہ اصطلاح رکب کے واسطے استعمال ہوئی ہے۔ نہ ان مضمون پر کچھ زیادہ کرتے ہیں نہ کچھ کم کرتے ہیں۔ کیونکہ یہودیوں کے مقدس نسخہ میں خدا کا بیٹا خدا کے پیارے کو کہتے ہیں پس ایسی ہی کنی کی رو سے حضرت عیسیٰ حقیقتاً خدا کے بیٹے تھے۔ نیز کہ ان کو صرف برائے نام خدا کا پیارا مانا گیا۔ اور دراصل وہ خدا کے پیارے نہ تھے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسا کہ اسلامی شریعت میں کسی کو نبی کہا گیا ہو تو اس کے معنی نہیں ہو سکتے کہ نبی کے معنی خدا کے ہیں۔ اور نہ اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ نبی کے معنی صرف ولی کے ہیں۔ بلکہ نبی وہی ہے۔ جو اسلامی طریق پر نبی ابراہیم و داؤد و عیسیٰ کی طرح خدا تعالیٰ سے نبوت پائے والا ہو نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ۔ ہاں بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور اس سے کسی کی نبوت میں فرق نہیں آ جاتا۔ ہر حال ہم حضرت مسیح کی عورت کرتے ہیں۔ نہ تو ہم اُسے ایسا ادنیٰ سمجھتے ہیں کہ چند روپوں کی خاطر اسے چھوڑا جائے۔ اور نہ ہم یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ انسان رسول سے بڑھ کر خود خدا تھے۔

خود عیسائیوں میں متعلق الوہیت اختلاف ہے

آج کل مسلمانوں کے ساتھ حضرت مسیح ناصری کی وفات کا مسئلہ پیش

کیا جاتا ہے۔ تو وہ اپنی ناواقف کی وجہ سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال سے تمام مسلمان ہی مانتے چلے آتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حالاً یہ بات بالکل غلط ہے کہ تمام مسلمان ایسا مانتے چلے آئے ہیں بڑے بڑے اکابر اہل اسلام میں ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنا عقیدہ یہ کیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کو وفات یافتہ مانتے تھے۔ جیسا کہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ۔ اور امام ابن حزم اور فرقہ معتزلہ کے تمام علماء کی ایک تفسیر و تفسیر یہ قول لکھا ہے کہ وہ فوت ہو گئے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ بھی توفیق کے مضامین تک کرتے ہیں۔ متاخرین میں بھی کئی اہل اسلام کے قائل ہیں۔ غرض یہ عام مسلمانوں کی لینے علوم سے ناواقف کا نتیجہ ہے جو وہ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہی رہے۔ ایسا ہی عیسائی صاحبان عوام یہ کہہ دیتے ہیں کہ تمام عیسائی قدیم سے ہی مذہب تثلیث کا رکھنے چلے آتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے بلکہ ابتداء سے عیسائیوں کے درمیان ایسے فرقے چلے آتے ہیں جو تثلیث کے مخالف تھے یا تثلیث کو جانتے بھی نہ تھے۔ اور اب بھی یہ فرقہ موجود ہے اور انکو *Unitarianism* یونی ٹیرین کہتے ہیں۔ یونی ٹیرین فرقہ کے لوگ امریکہ میں بہت ہیں۔ انگلستان میں بھی ہیں بلکہ ہندوستان میں بھی ہیں مدراس میں ان کا گرجا بھی الگ ہے جسکو یونی ٹیرین چیل کہتے ہیں اور ممبئی میں فی اولین واقعہ محلہ برسی داکم میں واقع ہے امریکہ میں ان کا ایک مرکز شہر نیو یارک میں مکان گلا اری بازار میں ہے اور امریکہ کی ڈاکٹر کٹری میں لکھا ہے کہ انکی تعداد چھتیس لاکھ ہے اور انگلستان میں ان کا مرکز الیکس مال۔ الیکس سٹریٹ۔ سٹریٹ۔ ڈبلیو سی میں ہے۔

موجدین فرقہائے عیسائیت

ایسے فرقے مختلف زمانوں میں مختلف ناموں سے مشہور ہوتے ہیں جس کسی پادری یا شپ نے اپنا فرقہ زور دیا۔ اور کئی میں لکھیں اور وعظ کے کثرت تثلیث کا عقیدہ غلط ہے۔ صرف ایک خدا کو مانو۔ اسی کے نام سے عوام یہ فرقے مشہور ہوتے ہیں۔ ہم ان میں سے چند ایک کے نام درج ذیل کر دیتے ہیں۔

(۱) ایٹنی ٹریٹری ٹیرین

Unitarianism

ہم ان تک کو تمام مصر۔ لی بی آ اور شمالی

دشمنان تثلیث۔ چونکہ وہ توحید کے قائل ہیں۔ اس واسطے یہ نام ان کو دیا گیا۔ اس فرقہ کے مشہور عالم این لم گوٹسکال کی لارڈ وغیرہ ہیں۔ اول الذکر نے لینے اس عقیدہ کے سبب بہت دکھ اٹھایا۔ اکی قدامتیں جلائی گئیں۔ اور ہر طرح سے نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اطالیہ میں اس فرقہ کے مشہور علماء جن ٹی۔ برن ڈا۔ ال کی ایس۔ سائی۔ س اور گری باڈ ہوئے ہیں۔ پوپ کے حامیوں نے ہمیشہ ایسے لوگوں کو مرتد قرار دیکر اپنی مقدمات کھڑے کئے۔ پولینڈ میں ایک شاہزادہ ان کا ہم عقیدہ ہوا۔ اور اس نے ایک بڑی بھاری جائداد اس فرقہ کے لوگوں کے رہنے کے لئے وقف کر دی۔ ٹرانسلوینیا میں بھی ان کا ایک بڑا مرکز قائم ہوا۔

(۲) لے ری ان *Unitarianism* یہ فرقہ ایک عیسائی عالم لے ری اس نام کی طوف منسوب ہے۔ کیونکہ اس نے توحید کے خیالات کی جو پہلے سے چلے آتے تھے زیادہ زور کے ساتھ تائید کی۔ اور دوسرے پادریوں سے اس مسئلہ کے متعلق بڑے بڑے مباحثات کئے اس واسطے بعد میں اس کے نام پر یہ فرقہ مشہور ہو گیا۔ لے ری اس۔ شہر سکندریہ (مصر) کے ایک گرجا کا پادری تھا۔ لے ری اس بات پر زور دیتا تھا کہ خدا اور مسیح اور روح القدس ایک نہ تھے۔ بلکہ تین جدا ہستیاں ہیں۔ ان کو ایسا ایک سمجھا کہ وہی خدا تھا۔ اور وہی مسیح اور وہی روح القدس۔ یہ بات تو رات اور سچ کی تعلیم کے برخلاف ہے۔ اور گھر صریح ہے۔ ابتداء اس فرقہ کی مبنی فرقہ سے قبل لی انزم کی مخالفت سے ہوئی۔ مگر بعد میں ان کا خاص اور مشہور مسئلہ الوہیت مسیح ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ انکار الوہیت مسیح میں لے ری اس ایک اور پادری کا شاگرد تھا۔ جس کا نام لوسی ان تھا۔ اور لوسی ان شپ پال کے شاگردوں میں تھا۔ اور اس طرح یہ عقیدہ مدت سے چلا آتا تھا لے ری اس کو لینے ان عقائد کے سبب پہلے کلیسیا سے خارج کر دیا گیا تھا مگر بعد پھر داخل کر لیا گیا۔ اور وہ چھ سال تک ایک گرجے کا پادری رہا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں تثلیث کے انکار کو چنداں عیب سمجھا جاتا تھا۔ جیسا کہ آج کل کے عیسائیوں کا خیال ہے کہ جو شخص تثلیث کا منکر ہو وہ عیسائی ہی نہیں ہوتا۔ یہ شخص تیسری صدی عیسوی میں تھا۔ اور اپنے موجدانہ خیالات میں پہلے عیسائی علماء کا شاگرد تھا۔ جس کے نام اوپر درج کر کے گئے ہیں۔ لے ری اس کی بہت مخالفت ہوئی۔ مگر اس کے ساتھ ایک بڑی جماعت عیسائیوں کی شامل ہوئی۔

ہم ان تک کو تمام مصر۔ لی بی آ اور شمالی

تھی بی اس۔ اس کے ہم عقیدہ ہو کر مسیح کو صرف انسان رسول مانتے تھے اور علامہ شام کے بہت پادری اس کے ساتھ شامل ہوئے (ملاحظہ ہو تاریخ اتھناس پیراٹ) مشہور مورخ یو سی بی اس بھی ایک تک اس کا ہم خیال تھا۔ اور اس نے شائع کیا کہ مسیح ٹھیک ہی جتنا تھا ۳۳ء کی کونسل بھی دراصل لے ری اس کے عقائد پر بحث کر کے واسطے ہی شاہ وقت کے حکم سے بٹھلائی گئی تھی۔ اس کونسل میں جو تہرہ نہیں میں منعقد ہوئی۔ علاوہ دیگر پادریوں کے تین سو بپٹن جمع ہوئے جو تمام عیسائی دنیا سے اکٹھے ہو کر آئے تھے۔ پہلے تو اس کونسل میں لے ری اس کے ساتھ بحث ہوتی رہی۔ مگر بعد میں یہ تجویز ہوئی کہ عقائد کا ایک متفقہ مجموعہ طیار کر کے شائع کیا جائے۔ اس کونسل نے فیصلہ کیا کہ مسیح مخلوق نہیں بلکہ وہی خالق خدا ہے۔ یہ پہلا موقع تھا جبکہ عیسائی تائید میں اس مسئلہ کو اس وضاحت کے ساتھ قبول کیا گیا۔ اس کے بعد لے ری اس اور اس کے ہم خیالوں کی متواتر کوششوں نے بادشاہ وقت کو ان کا خیال بنادیا اور بہت سے گرجوں کی پادری لے ری اس کے ہم مذہب لوگ مقرر ہوئے اس طرح اس مذہب کو بہت ترقی ہوئی۔ یہاں تک کہ چوتھی صدی کے وسط کے قریب پوپ لائبریس نے بھی ایک مذہب لے ری اس ان مذہب کو قبول کرتے ہوئے مسیح کی الوہیت کا اقرار کیا مگر چوتھی صدی کے آخر میں جو بادشاہ تھا وہ پہلے پوپ کا مخالف تھا۔ اس واسطے لوگ پھر اس مذہب کی طرف گھٹکے۔ اس طرح خیالات کا ایک تدویر لایکسی تشکیث والے زیادہ اور طاقتور ہو جانے۔ اور کبھی توحید والے بڑھ جانے۔ خود توحید والوں میں چھوٹے چھوٹے اختلافات کے سبب بہت فرقے بن گئے۔ ۳۵۰ء میں فرقہ لے ری انزم کے مشہور عالم یکائیل فری نام نے اسپین میں ایک کتاب تردید تشکیث میں لکھ کر شائع کی۔ جس کے سبب بہت ہی شور مچا۔ انگلستان میں اٹھارویں صدی میں ڈاکٹر کلارک اور وٹسن اس فرقہ کے ممبر اور بڑے پوزیٹو موبد گذرے ہیں۔ ڈاکٹر کلارک نے ایک کتاب بی تردید تشکیث میں لکھی جس کا نام ہے

The Scriptural Doctrine of The Holy Trinity.

انگلستان کے بعض دیگر علماء بھی ڈاکٹر کلارک کے موافق ہوئے۔ (۳) یونی ٹیری انس *Unitarians* آجکل ان عیسائیوں کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے منکر ہیں۔ مگر ان کو خدا کا بیٹا اور رسول مانتے ہیں کہلے کے منکر ہیں۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُمت میں لینے آپ کو بتاتے ہیں۔ یونی ٹیری انس کہتے ہیں جس کے بعض ہیں جو

کیونکہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کو ایک مانتے ہیں تشکیث کے منکر ہیں دوسرے عیسائی ان کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ دائرہ عیسائیت سے خارج ہیں۔ فی زمانہ یونی ٹیری یورپ اور امریکہ کے تمام علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں صرف جزائر برطانیہ میں ان کے سارے تین سو گرجے ہیں۔ جزائر برطانیہ میں اس فرقہ کے بڑے حامی پریٹلے اور بیلشام *Prentiss & Belsham* ہوئے ہیں۔ اٹھارہویں صدی کے ابتدائیں ان کا استفادہ زور تھا کہ ہوس آف کانوکیشن میں اس کے متعلق ایک قانون پیش ہوا تھا جس میں یہ الفاظ درج ہیں :-

”لے ری ان اور ساسی تین فرقوں نے اپنا زہر اس سلطنت میں ہر جگہ پھیلا دیا ہے۔ یہ لوگ الوہیت مسیح کے منکر ہیں اور تشکیث پر بھی اڑاتے ہیں۔“

۱۶۹۱ء میں پادری ری نے ایک کتاب تشکیث رد میں تمام تنیدگیں (ٹنگی انجیل) *Naked Gospel* لکھی تھی۔ مگر پادریوں نے اس کتاب کو جلوا دیا۔ اور مصنف کو یونی ٹیری سے خارج کر دیا۔ ۱۷۸۰ء میں پادری وٹسن نے ایک مضمون لکھ کر یہ ثابت کیا کہ ابتدائی دین عیسوی ہی ہے کہ حضرت عیسیٰ کو صرف انسان مانا جائے اور خدا نہ کہا جا سکے ڈاکٹر وٹلی اور ایم لین *Whately & Milner* نے بھی انھیں عقائد کی بڑی تائید کی۔ اٹھارہویں صدی میں کئی پادریوں نے یونی ٹیری خیالات اختیار کر کے اپنے مہموں کے استغنے دیدئے بعض نکالے گئے شاہ چارلس کے زمانہ میں بعض یونی ٹیری عیسائی شاہ مرگش کے سفیر بنے اور لے کہا کہ ہم تم ایک ہیں کیونکہ ہم بھی تمہاری توحید باری تعالیٰ کے قائل ہیں مگر تم جو مسلمان بنے ہو اب کیا کہنا کہ جب تک تم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول نہ کرو۔ تم ہمارے ساتھ ایک نہیں ہو سکتے۔

انسکو پیڈیا ریٹنی کا جلد ۱۳ صفحہ ۷۷۰۔ یڈیشن ہم میں لکھا ہے کہ ابتداء تمام عیسائی ایسا ہی خیال کرتے تھے۔ کہ مسیح ایک عورت سے پیدا ہوا۔ دوسرے تجویز کی طرح اس کا نشو و نما ہوا۔ سب کی طرح بھوک۔ پیاس۔ دھک۔ درد۔ تھکاؤ۔ زخم اور بالآخر موت سپرد ہوا۔ جیسا کہ ہر ایک انسان پر یہ سب باتیں وارد ہوتی ہیں۔ اس کا وجود تمام انسانوں کی طرح گوشت۔ پوست اور ہڈی سے بنا ہوا تھا۔ اور جن مسائل سے انسانی جسم کو گذرنا پڑا ہے۔ ان سب سے وہ بھی گذرا۔ اس کی

روح ایک انسانی روح تھی۔ اور اس کا جسم ایک انسانی جسم تھا۔ تمام جذبات انسانی اس میں موجود تھے۔ اپنی باتوں کو یونی ٹیری خیالات پیدا ہوئے۔ (۴) مونر کی انس *Monarchians* یہ فرقہ اس بات کا منکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود میں مختلف اقنوم یا تقصص ہوں۔ خدا ایک ذات ہے اور وہ ایک ہی ہے۔ ذات میں بیٹا۔ باپ۔ روح وغیرہ نہیں بلکہ صرف ایک ہی ہے جو کچھ بھی ہے۔ مونر خیا کے بعض یونانی زبان میں توحید کے ہیں اس واسطے یہ لوگ اپنے آپ کو مونرخی ان یعنی موحیدین کہتے ہیں۔ اس فرقہ کے لوگ بہت قدیم سے عیسائیوں کے درمیان چلے آتے ہیں۔ جسٹن مارٹن دوسری صدی کے ابتدائیں میں ایک مشہور مناظر گذرے۔ اس نے بھی لکھا ہے کہ میرے مباحثات مونرخی ان عیسائیوں کے ساتھ ہوئے ان میں سے بعض کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طاقتوں کا ظہور زمین پر اس طرح ہونا ہے جیسے کہ سورج اپنی دھوپ کو زمین پر بھیجتا ہے اور غروب ہونے کے وقت واپس لے لیتا ہے (ملاحظہ ہو کتاب یسین لیکچر۔ برٹن نوٹ نمبر ۱۰۳) تیسری صدی عیسوی میں ملک الی میں بھی اس خیال کے بہت سے لوگ پیدا ہوئے جس کے سبب چیرچ آف روم میں بہت شور مچا۔ اور خاص کونسلیں اس فیصلہ کے واسطے بٹھائی گئیں۔

(۵) ساسی نی انس *Sasynians* یہ فرقہ بھی تشکیث کا مخالف ہے اور اس نام سے اس واسطے مشہور ہے کہ پولینڈ کے ایک عالم نے اپنی تصنیفات سے لے لے ایک باقاعدہ مذہب کی صورت میں قائم کر دیا۔ اس سے قبل متفرق طور پر لوگ اس قسم کے خیالات رکھتے تھے اور دراصل انکی ابتداء ملک اطالیہ ہی تھی۔ ساسی نی اس اپنے خیالات کی وجہ سے کئی لوگوں سے کھلا گیا۔ اور دیکھا گیا۔ مگر وہ ہوشیاری سے اپنے خیالات پھیلانا مارا۔ اور بالآخر اسے اٹلی جانے کی اجازت بھی مل گئی تھی۔ اس فرقہ کے لوگوں نے سولہویں صدی میں اپنے خیالات مطابق بائبل کا ایک صحیح ترجمہ کیا۔ اور اپنے عقائد کی ایک فہرست بنائی جس کی مفصل کیفیت کتاب ہوشے ایم میں درج ہے۔ موحدانہ عقائد کی تعلیم کے واسطے راکو کاچ بنایا گیا۔ اور بہت گرجے تعمیر کئے گئے۔ ٹرانسولینیا میں بالخصوص بہت حکم بنیاد اس فرقے کی قائم ہوئی۔ انگلستان میں لیگٹ اور وائٹسٹن ۱۷۳۲ء میں اس فرقہ میں شامل ہونے کے سبب پادریوں کے فتوے دیا کہ ان دونوں کو زندہ جلادیا جائے زمانہ کاسن ویلٹھ میں اس فرقہ کے لیڈر جان بڈل نے انگلستان میں بڑی جمعیت پیدا کی۔ پادریوں کی مخالفت کے سبب وہ قید کیا گیا۔ اور قید ہی میں مر گیا۔ اور اس کے بعد اس کا شاگرد فرمن ان

موجودین کا لیڈر بنا۔ ان موجودین کی کتب عقائد میں انھوں کے اصطلاح - انسانی گنہگار پیدائش اور کفارے کا انکار کیا گیا وہ مانتے ہیں کہ ہر ایک بچہ بے گناہ اور معصوم پیدا ہوتا ہے۔ اس آدم کے گناہ نہیں آتے۔ نہ اسے کسی کفارہ کی ضرورت ہے۔ اس فرقہ کے لوگ حضرت مسیح کی الوہیت کے منکر ہیں اکی بے باپ پیدائش کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مریم کے اندر یہ طاقت رکھ دی کہ انکو بغیر مرد کے پاس جانے کے حمل ہو گیا +

(۶) سےیل لی انس *Selellions*
تیسری صدی کے آخر میں علاقہ قلی بی کے شہر قلی کا ایک عالم سےیل بن اس نام تھا جو کہ عقائد توحید میں پراگیزہ اور نفی میں کاشاگرد تھا۔ اس نے اس بات پر زور دیا۔ اور مباحثات کئے کہ خدا ایک ہی ہے۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو مختلف الوہیتیں قائل تھا ہرگز کرتا ہے۔ اہل تثلیث نے اس عقیدہ کو تثلیث کے خلاف کہا۔ اور اس پر کفر کا فتویٰ لگ گیا۔ اس طرح سےیل بن اس کے ہنجیال لوگوں کا ایک جدا فرقہ بن گیا۔ اور وہ اس کے نام پر سےیل بن لی انس کہلاتے تھے۔ بعض مورخین کی رائے ہے کہ جبشہرہ موجود فی ثلث ۳۰۰ء میں مخرج گیا۔ تو اس وقت سےیل بن اس فرقہ کا ابتدا ہوا۔ اگرچہ اعتقاد اس فرقہ کے ہنجیال بہت پہلے سے مختلف ناموں کے ساتھ مشہور چلے آئے تھے۔ مگر بعض مسائل سےیل بن لی انس نے نئے ہی پیش کئے۔ جن میں سے ایک قدامت بادہ بھی تھا +

(۷) یونیخی انس *Eutyhionans*
پانچویں صدی کے ابتدا میں قسطنطنیہ کا ایک پادری یونیخیس نام تھا۔ اس نے یہ مذہب قائم کیا کہ یسوع کے وجود میں دو جدا قطریں الوہیت اور انسانیت کی بلکہ ایک ہی فطرت بگلی یعنی یہ نہیں کہ وہ انسان بھی تھا۔ اور غدا بھی۔ بلکہ جو کچھ بھی وہ تھا ایک ہی چیز تھا۔ پادری صاحبان نے اس عقیدے کو تثلیث اور توحید کے خلاف یقین کیا۔ سخت مخالفت ہوئی۔ بڑے مباحثے قرار پائے۔ یونیخیس کے ہنجیال ایک نئے مذہب کے لوگ سمجھے گئے۔ اور ان کا مذہب یونیخیس کہلایا۔ یونیخیس قسطنطنیہ کا بڑا پادری تھا۔ ۵۰۰ء پانچویں صدی کے ابتدا میں اس نے مذہبی مباحثات کے لئے خاص شہرت حاصل کی۔ عیسائی مورخین کی رائے ہے کہ دراصل عقائد کی کوئی حد بندی ابتدائی صدیوں میں نہ ہوئی تھی۔ اس واسطے تیسری چوتھی صدی میں یہ اختلافات شروع ہوئے۔ ہر ایک نے اپنے ہنجیال کے مطابق مسیح اور اس کے حواریوں کے کلام کی

جداگانہ تشریح کی۔ اور ایک نیا مذہب بنالیا۔ اس طرح بہت سے مذاہب بن گئے +
سکندریہ اور انطاکیہ کے مدرسوں کا آپس میں اختلاف مدت سے چلا آتا تھا۔ اور یہ اختلاف کسی نہ کسی پہلو سے مسیح کی شخصیت اور الوہیت کے متعلق بھی برابر جاری رہتا تھا۔ یونیخی اس کے عقائد کے سبب کلیسیا میں بہت سے فتنے برپا ہوئے۔ شاہ اور پوپ کے درمیان میں جھگڑا چل گیا اس وقت کا پوپ کیونام تھا۔ کئی ایک کونسلیں اور مجلسیں قائم ہوئیں۔ کبھی ایک غالب ہو جاتا۔ اور کبھی دوسرا۔ بالآخر یونیخی اپنے عہدے سے معزول کیا گیا۔ مگر اسکے ہنجیالوں کی موجودگی کے سبب اس کا مذہب قائم رہا +

(۸) مانوفیز آئیس *monophysites*
یہ فرقہ دراصل یونیخی ان فرقہ سے پیدا ہوا جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ پانچویں صدی میں اس فرقے کا زور رہا۔ اور چھٹی صدی میں اس فرقہ نے یقینی فرقہ کارنگ اختیار کیا۔ اس فرقہ کا بڑا اختلاف دوسرے فرقوں سے یہ تھا کہ یہ یقین کرتے تھے کہ یسوع میں دو فطرتیں تھیں۔ الوہیت اور انسانیت۔ مگر انسانیت رفتہ رفتہ کم ہوتے ہوئے بالکل مفقود ہو گئی۔ اور بالآخر جس نے صلیب پائی وہ صرف الوہیت ہی تھی۔ اس فرقہ کا بڑا عالم ڈایوس کورس نام ایک شخص تھا۔ اسی نے ان عقائد کا نام مانوفیز ایٹ رکھا۔ مانو کے معنی ہیں ایک۔ ڈایوس کورس کے مباحثات قسطنطنیہ اور انطاکیہ کے پادریوں کے ساتھ ہوتے رہے۔ ان مباحثات میں یقین کے جو شیعہ لوگوں میں بعض دفعہ جنگ بھی چل جاتی۔ چنانچہ قسطنطنیہ کے بڑے پادری قلدی ان نام اسی بلوے میں زخم خوردہ ہو کر مر گئے۔ شاہ مارکین نے شکستہ میں پادریوں کی ایک بڑی جماعت جمع کی۔ تاکہ اس مسئلہ پر بحث کر کے اس کا فیصلہ کر دیں۔ اس کو نسل میں چھ سو تیس نشست جمع ہوئے۔ اتنے پہلے کبھی کسی ایک کو نسل میں جمع نہ ہوئے تھے۔ اس کو نسل کے فیصلہ نے ڈایوس کورس کو اس عہدے سے معزول کر دیا۔ اور اسے کا فرار دیا مگر اس نے دلیری کے ساتھ اسی مجلس میں پکار کر کہا کہ اگر میں کافر ہوں۔ تو تمام پہلے بزرگ پادری کافر تھے کیونکہ سب کا یہی مذہب تھا کہ مسیح میں دو فطرتیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی فطرت ہے۔ بادشاہ کے حکم سے وہ جلاوطن کیا گیا۔ اور شہر گنگر این ۵۳۵ء میں فوت ہوا اس کے شاگردوں نے ایک جماعت بنائی۔ اور ایک گرجا بھی اپنے واسطے علیحدہ

طیار کیا۔ اور انکی جمعیت دن بدن بڑھتی گئی۔ پانچویں صدی کے وسط کے قریب اس فرقہ کا لیڈر بریوٹیرس تھا جو مخالفوں کے ایک شہر میں پکارا مار دیا۔ اور انکی لاش کو شہر کے گرد گھسیٹا۔ مگر اس سے اس فرقہ کے لوگوں میں اور بھی ترقی ہوئی۔ اور سکندریہ میں ایک نہ ایک بزرگ عالم ہمیتہ ان کا طرفدار اور ہنجیال ہوتا رہا جب علماؤں نے مصر کو فتح کیا۔ اس وقت سکندریہ کا بڑا پادری اسی فرقہ کا تھا۔ اور مصر میں زیادہ تر اسی فرقہ کے عیسائی آباد تھے۔ قسطنطنیہ میں بھی اس فرقہ کے لوگ رفتہ رفتہ بڑھنے لگے۔ ۵۳۵ء میں شاہ وقت ان کا ہنجیال ہوا۔ اور اس سبب ان کا زور بڑھ گیا +

(۹) فہتار ٹولٹری *Phthal tolatri*
(۱۰) اسی فالی *Acephali*
(۱۱) ٹیونی انس *Timophians*
(۱۲) ڈلے اوس کوری انس *Dioscorians*
(۱۳) اگ فی ٹی *Agnostae*
(۱۴) مانوہی لائٹس *monothelites*
(۱۵) گامی مائٹس *Gaiamites*
(۱۶) سے دی ری انس *Savrians*
نمبر ۷ نمبر ۸ ایک آٹھ فرسے دراصل مانوفیز ایٹ فرقے کی شاخیں ہیں جس کا ذکر فصل نمبر ۷ میں آچکا ہے۔ انکی باہمی اختلافات تھوڑے بہت یسوع مسیح کی الوہیت اور شخصیت کے پیچیدہ مسئلہ کے متعلق ہیں۔ کوئی یہ مانتا ہے کہ الوہیت اور انسانیت دو الگ فطرتیں مسیح میں موجود ہیں کسی کا یہ مذہب ہے کہ الگ نہ تھیں نہ تھیں۔ کوئی کہتا ہے ایک مفقود ہو گئی تھی۔ دوسری موجود تھی۔ کوئی کہتا تھا کہ مسیح ایسا ہی انسان تھا۔ جیسا کہ ہم انسان ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ انسانیت اور قسم کی تھی۔ ہماری انسانیت سے بالاتر تھی۔ غرض الوہیت کا مسئلہ انکی مختلف اور ایک دوسرے متضاد تشریحوں اور تفسیروں کے سبب اور ادنیٰ مگر پرجوش اختلافات کے سبب شائع و شائع ہوتا چلا گیا۔ اور اسی سے مانوفیز ایٹ فرقہ سے آگے نئے نئے فرقے پیدا ہوتے چلے گئے۔ اہل اسلام کے مصداق شام مسیح کر لینے کے سبب ان پولیٹیکل زور کم ہونے سے اس جوش میں کمی پیدا نہ ہوئی +
(۱۶) مانتے فٹسٹس *montanists*
یہ فرقہ دوسری ہی صدی میں بنا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مسیح کی روحانی قوت سے بڑھ کر ایک قوت پیدا ہو سکتی ہے۔ یا اس روح سے بڑھ کر ایک نئی روح ظہور میں آ سکتی ہے۔ اس کا

واسطے عبرانی زبان میں ایک اور لفظ ہے۔ اور وہ تو کہ ہے علم کا لفظ علم کی تائید ہے علم عبرانی میں غلام یعنی نو جوان کو کہتے ہیں۔ علم کا لفظ بائبل میں۔ اور جہاں کہیں آیا ہے اس سے مراد نو جوان لڑکا لیا گیا ہے۔ کنواریں کی شرط نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس جگہ کنواریں کے معنی کئے جائیں۔

ہر بانی کر کے مطلع فرماویں +

یسعیاہ کی کتاب میں ہی لڑکے کے پیدا

سوال - ۵

ہونے کی پیش گوئی ہے اور اسی کتاب میں اس کے پورا ہونے کا بھی ذکر ہے۔ دیکھو یسعیاہ باب ۷-۱ اصل بات صرف یہ ہے کہ یہود یوں کے بادشاہ آخر کے دشمن تھے۔ جن کا ناصیین اور فتح تھا۔ ان دشمنوں نے ارادہ کیا کہ آخر پر حملہ کریں۔ آخر نے گھبرا کر نبی یسعیاہ سے دعا کی درخواست کی اور تشریف چاہی۔ تب خدا تعالیٰ نے بطور تشریف کے پیش گوئی کی۔ اور ایک لڑکی کی طرف اشارہ کیا کہ جب یہ حاملہ ہو کر بیٹا بنے گی تو اس وقت تمہارے دشمن تباہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ باب میں لکھا ہے کہ نبی کی جود سے لڑکا ہوا۔ اور اس کے جوان ہونے کے قبل دشمن تباہ ہو گئے۔ تمام یہودی علماء ہمیشہ سے یہی مانتے چلے آئے کہ یہ نبوت پوری ہو چکی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس کو حضرت مسیح پر لگایا جاوے۔ ہر بانی کر کے مطلع فرماویں +

یہود مسیح بار بار اپنے آپ کو ابن آدم کہتا ہے۔ جو کنواری سے پیدا ہوا وہ ابن

سوال - ۶

آدم نہیں کہلا سکتا۔ نیز مسیح کو انجیل میں یوسف کا بیٹا بھی کہا گیا ہے۔ جہاں لکھا ہے۔ دیکھ تیرے ماں اور باپ تجھے تلاش کرتے ہیں۔ لوقا باب ۲-۴۸۔ پھر لکھا ہے یسوع ابن داؤد اگر بالفرض علم کے معنی کنواری کے ہوں اور مسیح کنواری سے پیدا ہوا۔ تو پھر کیوں انجیل میں بار بار اسے ابن آدم اور داؤد کا بیٹا۔ اور یوسف بنار کا بیٹا کہا گیا ہے۔ ہر بانی کر کے مطلع فرماویں +

مسیح نے اور لوقا نے یسوع مسیح کا نسب نامہ علم رکھنے

سوال - ۷

والے اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ نسب نامہ باپ کی طرف سے ملایا جاتا ہے۔ لیکن جس شخص کا باپ کوئی انسان ہو بلکہ اس کی پیدائش روح القدس سے ہو۔ اس کا نسب نامہ انسانوں میں نہیں ہو سکتا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نسب نامہ لکھا گیا۔ ہر بانی کر کے مطلع فرماویں +

مسیح نے مسیح کا نسب نامہ مریم کے خاندان

سوال - ۸

حل طلب سوالات

مسیحی صاحبان کی خدمت میں

یسعیاہ نبی نے پیش گوئی کی تھی کہ کنواری بیٹا

سوال - ۱

جنے گی۔ اور اس کا نام عمانوئیل رکھے گی۔ یسعیاہ باب ۷ آیت ۱۴ انجیل متی باب ۱ آیت ۲۳ میں لکھا ہے کہ یہ پیش گوئی یسوع مسیح کی پیدائش میں پوری ہوئی۔ لیکن مسیح کی ماں مریم صدیقہ نے اپنے بیٹے کا نام یسوع رکھا ہے۔ عمانوئیل نہیں رکھا۔ نہ مسیح نے خود اپنا نام عمانوئیل رکھا۔ نہ خدا نے مسیح کا نام عمانوئیل رکھا ہیں عمانوئیل والی پیش گوئی یسوع پر کس طرح لگ سکتی ہے ہر بانی کر کے مطلع فرماویں +

اگر یہ پیش گوئی یسوع پر نہیں لگ

سوال - ۲

سکتی تو معلوم ہوا کہ متی صاحب کے اس کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ یہ متی کا اپنا خیال تھا۔ جو خود کرنے سے صحیح نہیں ثابت ہوا۔ پس کیوں تسلیم نہ کیا جاوے کہ متی کا کلام از روئے الہام نہیں۔ کیونکہ الہام یہاں ایسی غلطی نہیں ہو سکتی +

مذکورہ بالا پیش گوئی میں یسعیاہ کو کہتا ہے

سوال - ۳

کہ عورت خود اپنے بیٹے کا نام عمانوئیل رکھے گی۔ مگر متی یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا لوگ اس کا نام عمانوئیل رکھیں گے۔ دو الہامی کلاموں کے درمیان استغراق نہیں ہو سکتا۔ یا ان میں سے جو ٹھیک ہے اس کو الہامی ماننا پڑے گا۔ اور دوسرے کو غیر الہامی۔ پس یہاں کیا کیا جاوے کہ صحیح مانا جاوے اور کس کو غلط۔ حالانکہ دونوں باتیں الہامی جہد ناموں کے اندر مندرج ہیں ہر بانی کر کے مطلع فرماویں +

اصل عبرانی لفظ یسعیاہ کے کلام میں علم

سوال - ۴

ہے جس کے معنی ہیں لڑکی نہ کہ کنواری۔ لغت عبرانی میں یہ لفظ نو جوان لڑکی کے واسطے آتا ہے جو کہ شادی کے قابل ہو۔ خواہ بیاہی ہوئی ہو۔ خواہ بے بیاہی خصوصیت سے کنواریں اس لفظ سے ظاہر نہیں ہوتی۔ ملاحظہ ہو۔ جسے فی اس عبرانی لغت صفحہ ۷۷-۷۸۔ بلکہ کنواری کے

کام یہ ہے کہ شریعت کے کامل احکام لاوے۔ جو کہ مسیح نہ لایا۔ یہ فرقہ اپنے بانی کے نام پر پڑھتا ہے جو کہ شہر ارداباکا رہو والا تھا۔ یہ فرقہ عیسوی میں اس فرقہ کے لوگ شہر و ما میں موجود پائے گئے تھے۔ اس فرقہ کے لوگ طہارت اور ظاہری نیکیوں کے بہت پابند تھے۔ ان کا یقین تھا کہ وہ روح القدس سے معذور اور بھرپور ہوتے ہیں۔ عوام پر ان کا اثر بہت ہونے لگا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم پر ایک تیسرا الہام قدرت اور انجیل کے دو الہاموں کے بعد نازل ہوا ہے۔ اس الہام کے ذریعے ہم شریعت کے تمام احکام کو پورا کرتے ہیں۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ الوہیت مسیح اور کفاسے کے منکر تھے۔ ایڈیٹر) اس قسم کے خیالات اس زمانہ میں برطانیہ کے فرقہ ارونکائٹس میں پائے جاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ نبوت مسیح کے حواریوں پر بند نہیں ہوئی بلکہ اس کا سلسلہ جاری ہے انھوں نے یہ بیان کر بھی اسرائیل کی سخت ولی کے سبب ہوئی کی شریعت سخت تھی۔ اور ابتدائی عیسائیوں کی کمزوری کے سبب پانچوں رسول کے احکام بہت نرم تھے۔ اب فارقلیط ایک درمیانی راہ پیدا کرنے والا ہے (یہ صحیح ہے۔ وہ فارقلیط نبیوں کے سردار شاہ عالم۔ زندہ رسول۔ اہلبیت۔ المصطفیٰ حبیب خدا محبوب الاحقرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) اس فرقہ کے عقیدہ میں مسیح کی الوہیت ایسی نہ تھی جو اسکے بعد پھر کسی کو نہ مل سکے۔ بلکہ مانتے تھے اور بی بی پر سکے اور بی بی میکس ملا۔ جو دوسری صدی عیسوی میں ہوئیں۔ ان کے اندر بھی وہی الوہیت تھی۔ جو یسوع مسیح کے اندر تھی۔ اسی فرقہ کا ایک نام ٹارفگس بھی ہے +

(۱۸) جے کو بائلس (یعقوبی) اس فرقہ کے لوگ اپنا نام اور احمد حضرت یعقوب (جیمز) حواری سے بتلاتے ہیں جو حضرت عیسیٰ مسیح کے بھائی تھے۔ مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ علاقہ شام کے رہاب یعقوب نام تھے۔ ان سے یہ فرقہ چلا۔ یہ فرقہ سکندریہ۔ انطاکیہ اور آرمینیا میں زیادہ تر پھیلیا۔ اور اب تک پایا جاتا ہے + باقی آئندہ انشاء اللہ

قرآن مجید کے تفسیری نوٹ

از حافظ قرآن مجید و مفسر قرآن مجید حاجی الحرمین حضرت مولوی حبیب الرحمن صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ۔ چند نسخے۔ رعایتی قیمت للصرر علاوہ محصول ڈاک۔

یوسف بخارا اور اس کے باپ دادوں کے ساتھ ملایا ہے۔ حالانکہ یوسف بخاری مسیح کا باپ نہ تھا۔ ہاں مسیح کی والدہ کا خاوند ضرور تھا۔ لیکن یہ کوئی قاعدہ نہیں کہ کوئی شخص اپنی ماں کے خاوند کے نسب نامہ میں ملایا جاوے۔ حالانکہ وہ اس کا بیٹا نہ ہو۔ پس یہ نسب نامہ خلاف قاعدہ۔ خلاف قانون اور خلاف عرف ہے۔ اور واقعات صحیحہ اور مسلمہ کے خلاف ہے۔ اسکو کیونکر الہامی کلام مان سکتے ہیں۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔

سوال نمبر (۹)

ایسا ہی اوقاتے بھی مسیح کا نسب نامہ یوسف اور اس کے باپ دادوں کے ساتھ ملایا ہے جو خلاف واقعات بات ہے۔ پس کیونکر تسلیم کیا جائے کہ لوفاک کلام الہی ہے۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔ (صادق)

راستی جو بضاعت خداست

”مندرجہ ذیل معنون مولوی احمد علی مدرس میرٹھ کے اس اشتہار کا جواب جو اس نے مباحثہ سے گریز کر کے جیل بازی سے سلسلہ احتیاج کے خلاف میرٹھ میں شائع کیا تھا۔ اہل فاسق کے گذشتہ نمبر بابت ماہ جون ۱۹۱۶ء میں شائع ہو چکا ہے۔ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ میرٹھ نے اس کا یہ جواب اشتہار کی صورت میں شائع کیا ہے۔ جس کو ہم ناظمین فاروق کے لئے بھی نقل کر دیتے ہیں۔“

(ایڈیٹر)

حضرات ۱۲- نومبر ۱۳۳۲ء کو قصبہ انچولی ضلع میرٹھ

میں مولوی احمد علی صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ مباحثہ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں جو کچھ ان کی طرف سے کمزوری حیات مسیح ابن مریم ثابت کرنے میں پائی گئی۔ وہ اہل قصبہ کی دس شہادتوں سے جن کے نام نامی یہ ہیں۔ ۱۔ عاشق علی صاحب خنی۔ ۲۔ بشیر احمد صاحب خنی۔ ۳۔ فضل حق صاحب خنی۔ ۴۔ صادق حسین صاحب خنی۔ ۵۔ عزیز الرحمن صاحب خنی۔ ۶۔ منظور احمد صاحب خنی۔ ۷۔ احسان علی صاحب خنی۔ ۸۔ محمد عبداللہ صاحب خنی۔ ۹۔ محمد الدین صاحب خنی۔ ۱۰۔ محمد علی صاحب خنی۔ ۱۱۔ بذریعہ اشتہار الموسوم ”اظہار حق“ طشت از بام کی گئی تھی۔ اور اسی اشتہار مذکورۃ المصدر میں مولوی احمد علی صاحب کے فرمانے کے مطابق کہ ”جو لفظ مشترک المعنی ہو۔ وہ قابل استدلال نہیں ہوگا“ حیات مسیح کے متعلق صرف ایک ہی آیت کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ جو مشترک المعنی نہ ہو۔ بلکہ خاص حیات کے معنی پر مبنی ہو۔ پیش فرماویں۔ اور اس کے واسطے دو ہفتہ کی مہلت بھی دی گئی تھی۔ اس اشتہار کے جواب میں ۳۔ پانچ ۱۹۱۶ء مولوی صاحب کی جانب سے ایک اشتہار زیر سرخی ”حیث شریف میں ہے۔ کہ مومن جھوٹ نہیں بولتا۔“ شائع ہوا۔ جس میں مطلب کی بات سے دیدہ و دانستہ پہلو تہی کی گئی۔ اور آیت حیات مسیح کی طرف توجہ نہ فرما کر پہلک کو کسی دوسری طرف لگا کر اپنی کم مائیگی کا پورا موقعہ دیا۔ جس سے عیاں تھا۔ کہ مولوی صاحب کے پاس حیات مسیح ثابت کرنے کے لئے کوئی آیت قرآن کریم موجود نہیں ہے۔ ہاں ڈینگے کے طور پر یہ بھی لکھ مارا۔ کہ ”اب مرزا یہاں کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ علماء طلب کریں۔ تمام مرزائیوں کی طرف روٹے سخن ہے۔ کہ وہ برسرِ جلسہ مسیح کی حیات ممت کی بابت بحث کریں۔ پھر سطر آٹھویں میں تحریر فرماتے ہیں ”حیات مسیح کی بابت اگر کوئی دلائل دریافت کرنا چاہے۔ تو عام طور سے اجازت ہے۔ اور اگر بحث کرنا چاہے۔ تو شرائط بحث کی پابندی ضروری ہے“ اس اعلان کے پورا احمدی علماء ۱۳۔ پانچ ۱۹۱۶ء کو میرٹھ پہنچ گئے۔ ایک خط عربی زبان میں علماء کی طرف سے اور سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ کی جانب سے آئی خدمت میں یہ عاجز اور خود کو سکرٹری صاحب لکھ

گئے جو جینہ درج ہے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
خمدہ و نص علیہ رسول اکرم
جناب مولوی احمد علی صاحب مدرس میرٹھ
میرٹھ۔ السلام علی من اتبع الهدی۔ ہاردم مکرم
منشی محمد صدیق صاحب نے جو اعلان میعاد دو ہفتہ آپ کے لئے شائع کیا تھا۔ آپ حسب شرائط قرارداد خود حیات مسیح ابن مریم کا ثبوت قرآن شریف سے پیش کریں۔ اس کے جواب میں آپ نے فیج محمد موسیٰ صاحب کے نام سے جو اعلان دیلے ہے۔ اس کو زیر نظر رکھ کر اور آپ کے خط کی تعمیل میں جماعت احمدیہ میرٹھ و انچولی نے اپنے علماء کو بلا لیا ہے۔ اور وہ قصبہ کو پہنچنے ہیں۔ آپ آج ہی وہاں اپنے اعلان کے موافق پہنچ جاویں۔ تاکہ قصبہ زمین برسر زمین فیصل ہو جاوے۔ امید ہے جس مباحثہ کے واسطے آپ کے پہنچ دیا ہے۔ اب اس کو پورا کریں۔ ہم اور ہمارے علماء آج آپ کا انتظار انچولی کریں گے۔ صرف یہ اطلاعی خط آپ کو لکھا ہے۔ ہمارے علماء کی طرف سے جداگانہ مراسلہ عربی بھی اس کے ساتھ ہی پہنچا ہے۔ آپ مہربانی کوئے بہت جلد تشریف لے آئیں۔ عام جلسہ میں تمام امور متعلقہ مباحثہ بھی طے ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔
شیخ عبدالرشید سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ ۱۳۔ پانچ ۱۹۱۶ء
اس کے جواب میں مولوی صاحب نے یہ تحریر جواب دیا۔ جو درج ذیل ہے۔

”میں ایک مباحثہ میں جاتا ہوں۔ وہاں سے واپس آکر تاریخ مقرر کروں گا۔ اور آپ کو اطلاع دوں گا۔ غالباً ایک ہفتہ میں تاریخ سے اطلاع دوں گا“
احمد علی عفی عنہ ۱۳۔ پانچ ۱۹۱۶ء
اس تحریر کے بعد سلسلہ خط و کتابت جاری رہا۔ مگر شرائط مباحثہ کے متعلق جس وقت ان کو دوبارہ لکھا گیا۔ تو خاموشی اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ عرصہ ۱۵ ہفتہ کا گذر گیا۔ جواب ہی نہ دیا۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ مباحثہ کرنے سے گریز کر گئے۔ تب اس وقت ایک اعلان ”اہل دہلی کا چیلنج مباہلہ منظور اور علماء و صوفیاء پر اتمام حجت“ ہماری طرف سے شائع ہوا جس کے اختتام پر اطلاع ضروری کے تحت میں یونٹ دیا گیا ہے۔ لا محضرات میرٹھ وغیرہ سلسلہ عالیہ

ایک کے خط کے ساتھ مولوی حاجی احمد علی صاحب
مدرسہ ملک اسلامیہ میرٹھ کا تحریری و تقریری مباحثہ سے
انکھ و قرار جس کی بابت جماعت احمدیہ میرٹھ سے
خط کتابت عمرہ مخیمہ ۶ ماہ سے جاری تھی۔ جو محفوظ
ہے۔ اگر اب بھی مولوی صاحب کے اندر رگ غیرت
باقی ہے۔ تو وہ میدان بن کر مباحثہ کے لئے نکلا دیں
جسے۔ تاہم روئے نشو و نہر کو درخش باشد
مولوی صاحب نے بروئے اطلاع ضروری نہ معلوم
کس جگہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ کہ اب مباحثہ کے
لئے کسی شرط کی ضرورت نہیں جیسا کہ وہ خوش ہو کر
فرماتے ہیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ اطلاع ضروری
میں کسی شرط کا ذکر نہیں ہے۔ افسوس ہے۔ جبکہ
جو خط و کتابت محفوظ ہے۔ جس میں شرائط صاحب
فرمیں آجناپ براشتہ اول کہ اگر بحث کرنا
چاہیے۔ تو شرائط بحث کی پابندی ضروری ہے
سہ اپنی سائنس کی تحریر کو تین پینے میں ہی دروغ
یا حافظہ بنا سنا کے مصداق بن کر اپنے دوسرے
پشتہ آئینہ صداقت نامی میں شریکوں سطر کے
تصویر کرتے ہیں۔ مگر عرض کرتا ہوں۔ کہ شرائط
بحث کو بالائے طاق رکھ کر اگر کچھ ایمان و غیرت
ہے۔ تو زبانی بحث پر آمادہ ہو جاویں۔ پہلا اشتہار
ہیئت وقت ایمان و غیرت کس جگہ ہو اکھائے تشریف
لے گئے تھے۔ جو خود اپنے اپنے پہلے اشتہار کی
سرخی پر رکھی تھی۔ کہ حدیث شریف میں ہے یون
ہوٹ نہیں ہوتا۔ آپ نے ضرور اس حدیث کے طلب
کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ معیار مباحثہ قرار دیا ہوگا
کہ اگر بحث کرنا چاہیے۔ تو شرائط بحث کی پابندی
ضروری ہے۔ اب نہ معلوم کس ایمان و غیرت کی
بنیاد پر شرائط کو بالائے طاق رکھوا رہے ہیں۔ اور
پھر دعویٰ ہر دانی پر معنی۔

حضرت مولوی صاحب اب اہل بصیرت
اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں۔ کہ مولوی صاحب محض
تتمنوا الموت ان کنتم صدقین۔ کی رو سے
پہنچنے کے لئے میدان کی طرف سرسری روشنی ڈالتے
ہوئے اس سیالہ کو ٹال کر پیٹک کی نظر میں شیر
اور معلوم کیا گیا مگر تمہارا فرین و تحسین لینا چاہیے

ہیں جو امر محال ہے۔ بلکہ

اس خیال است محال است جنون

اسی طرح ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - نومبر ۱۹۱۵ء انجمن
اہل حدیث کے سلائے عقب پر میری طرف سے بعنوان

”کیا اب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ مانے
جاسکتے ہیں“۔ اعلان شائع ہوا تھا جس میں مولوی

شہداء اللہ صاحب امرتسری و مولانا ابوالکلام صاحب
آزاد ایڈیٹر الہلال۔ و مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب

ٹوٹکی کے اقوال سے وفات مسیح عنایت کی گئی
تھی۔ علاوہ ان میں ایک مقبرہ حدیث ذیل لکھا

”موسیٰ و عیسیٰ صاحبین لہما وسمعہما الا بتیاحی
یعنی فرمایا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر موسیٰ

و عیسیٰ زندہ ہوتے۔ تو ان کو میرے قبیعہ اور امشی
بینے کے سوار چارہ نہ ہوتا“

پانچ کتابوں کے حوالے سے جو مقبول و مسلمہ
فرقہ احمدیہ میں۔ پیش کر کے علماء اہلحدیث

مندرجہ ذیل (۱) مولوی محمد صاحب جو ناگہ سی۔ ۲۔
مولوی احمد اللہ صاحب دہلوی۔ ۳۔ مولوی عبداللہ

صاحب دہلوی۔ ۴۔ مولوی محمد ذکریا صاحب جو چوری
۵۔ مولوی تیر عبداللہ صاحب دہلوی۔ ۶۔ مولوی

عبدالرحمن صاحب عمر پوری۔ ۷۔ مولوی شہار اللہ
صاحب امرتسری۔ ۸۔ مولوی ابوالقاسم صاحب

بنارس۔ ۹۔ مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی۔
۱۰۔ مولوی غازی محمود صاحب دھرم پال لودھیانوی

سے یہ دلی خواہش تھی۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر نہ سہی۔
اب پھر اس حدیث پر روشنی ڈالیں۔ مگر سب

نے اپنی خاموشی سے تصدیق مہر کر دی۔ کہ وفات
مسیح ہو چکی اور کیوں نہ کرتے۔ جب یہ حضرات

خود باوازا بلند خوش الحانی سے فرمایا کرتے ہیں۔
ہوتے ہوئے نبی کی گفتار پر مت دیکھ کسی کا قول کو دار

اگر یہ حضرات اس حدیث کو قابل جج خیال
کرتے۔ تو اس کے خلاف ضرور لب کشائی فرماتے

اور عرصہ ۶ - ۷ ماہ خاموشی سے گزرتے۔ یہ
زبردست و گری تاہلین حیات مسیح پر جماعت

احمدیہ کو خدا کے فضل سے حاصل ہوئی ہے
آخر میں تیس ہزار روپے کا انعام

لکھا جاتا ہے۔ کہ کونسا مالی کالال ہے جو تیسرا

دس ہزار روپے انعام اس شخص کو دیا جائیگا
جو قرآن مجید سے حدیث شریف سے لغت عرب
فصول عرب کے کلام ہے۔ کوئی ایک بھی ایسی مثال
پیش کرے۔ کہ باب تفعیل ہو۔ اور فعل کا فاعل
خدا ہو۔ اور مفعول کوئی ذی روح ہو۔ (جیسا کہ
۲نی متوفیک میں ہے۔ کہ فعل باب تفعیل سے
ہے۔ اور اس کا فاعل خدا ہے۔ اور مفعول ذی
روح حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں) اور پھر اس
فعل کے معنی قبض کرنے کے سوا کوئی اور معنی
ہوں۔

تیس ہزار روپے انعام۔ اسلام کے
تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کر دو تو صحیح
حدیث تو کیا۔ کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہیں
پاؤں گے۔ جس میں یہ لکھا ہو۔ کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام جسم غصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے
تھے۔ اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں
گے۔

اگر کوئی شخص ایسی حدیث پیش کرے۔ تو ہم
ایسے شخص کو بیس ہزار روپے تک تاوان دیں گے
اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے
علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہیں۔ تسلیم کر لیں۔
یار و خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں
خوابی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں۔
سچ کہو جو بن نہ سکا اس کا کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ چھان کو دکھائے گی یا نہیں

عنایت اور غلط فہمی

جلد احمدی احباب و دانشگان دامن خلافت کو نہایت
مستعدی اور ہمت سے رقم عید فتنہ اور فتنہ جمعہ کے
بہت جلد محاسب صدر انجمن قادیان کے نام روانہ
کر کے ڈاک حاصل کرنا چاہیے۔ یہ موقعہ ڈاک کا
غنیمت ہے

خدا یا صد کہم برکے کو نصیب ہوا است
بالے او بگرداں اگر گئے آفت شود پیدا

بیکھکھکھ سولی پر چڑھا دیا۔ اور صرف اسی اپنے باطل پیشوا ہمشکل عیسیٰ کے ساتھ جو کچھ کیا سیکھا۔ شہیدہ صیغہ ماضی ہوش سے باقی تھیں۔ اس کا مصدر تشبیہ ہے۔ کتب لغت میں تشبیہ کا معنی تمثیل و ہم شکل ہوتا ہے۔ جو لوگ شہیدہ کا منہ شک و شبہ کرتے ہیں مگر اس غلطی ہے۔ اگر عیسیٰ اس وقت قدرت رکھتے تو باطاعت و مثال فقائلو ائمہ الکفر کے خاص ان کے باطل پیشوا ہی کو قتل کئے مطابق جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا اور وان عقیتمہ فحاقبوا بمثل ما عوقبتکم جبکہ یہودیوں کے آئۃ الاسلام (یعنی عیسیٰ) کا قتل کرنا مقصود تھا تو بالمقابل عیسیٰ بھی بحالت قدرت و طاقت مامور و مکلف ہوتے کہ یہودیوں کے آئۃ الکفری کو قتل کرتے جو لوگوں کو ہکا بکا بفرض شب خون آپ پر چڑھالایا تھا۔ چونکہ عیسیٰ اس وقت بالکل عاجز اور طاقت مقابلہ نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے رب العالمین نے اپنے وعدوں کے مطابق عیسیٰ کو یہودیوں سے بچایا اور بطور قصاص عیسیٰ کے عوض میں خاص انہی کے باطل پیشوا کو مار ڈکرا دیا۔ اور اسی کو خود انکو ہاتھوں سے قتل کرایا۔ یا خالی سولی پر چڑھوا یا غرض کہ باقی آیات کتاب اللہ سے تشریح معلوم ہوتی ہے کہ وہ شخص خاص آئۃ الکفران کا پیشوائے باطل ہی تھا۔ بلفظ مختصراً صحت +

تالٹ۔ اے بیدست و پازندہ درگور گواہ اپنا مذہب تو بتا!

گواہ۔ جناب! میرا مذہب کیا ہے۔ صرف اتباع ہوا۔ نہ مقلد۔ غیر مقلد۔ نہ صوفی نہ صافی۔ نہ ہندو نہ مسلمان۔ بیٹے اپنا مذہب اور نام اہل قرآن رکھ لے۔

تالٹ۔ تمھارے آگے پیچھے کوئی فرزند ہے +

گواہ۔ حضور! مجھے مسوخ الوہی کے کوئی نام لیوا پانی دیا نہیں ہے صرف ایک کندہ ذہن اور غبی۔ بلی و پلید میرا روحانی فرزند ہے جو وہ ناخلف ہوئے پر بھی خیر کچھ نہ کچھ میری ہاں میں ہاں ملائے جاتا ہے۔ اُس نے اپنا نام مسلمان اور فقیر رکھ لیا ہے +

خلاصہ بیان گواہ ہشتم

(۱۵) یہودیوں میں مسیح کے واقعہ صلیب کے بارے میں اختلاف تھا۔ ایک فرقہ تو یہ کہتا تھا کہ مسیح صلیب پر ہی

مرگیا۔ دوسرا فرقہ یہ مانتا تھا کہ صلیب پر مرنے سے کسی طرح بچ گیا۔ اس کو ثبوت میں کوئی آیت نہیں ملتی (۲) دونوں فرقوں کی تردید خدا نے ما قتلوا و ما صلیبوا سے کر دی ما قتلوا سے فرقہ ثانی کی۔ اول اور ما صلیبوا سے فرقہ ثانی کی۔ (۳) مسیح کو یہود نے چھوڑا تک نہیں تو پھر صلیب پر کیسے چڑھا دیا دیکھو واذا کففت بنی اسرائیل عنک +

(۴) یہود کا پیشوا مسیح کا ہم شکل بنا دیا گیا تھا۔ اس کی دلیل و لکن شہیدہ صیغہ ہے۔ (۵) خدا نے یہود کے باطل پیشوا کو ہی مسیح کے قصاص میں قتل کرایا۔ یا خالی سولی پر چڑھوا دیا۔ مقتول آئۃ الکفر کا پیشوا باطل ہی تھا۔ دلیل قہا قتلوا آئۃ الکفر۔ اور جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔ اور وان عاقبتکم فحاقبوا بمثل ما عوقبتکم ہے +

آگے اس سے محمد الشہید گواہ ہم کا بیان ملاحظہ فرمائیے جو گواہ ہشتم کے کان کترنے والا اور سابقہ بیانات کو مراسر خلاف ہے اور یہ ہے

مہجیان کا نوال گواہ مولوی سید علی حائری لاہوری مؤلف غایتہ المقصود

تالٹ۔ حائری صاحب! آپ کو تو سب صحیح تر صلیب کے حالات معلوم ہونگے۔ کیونکہ آپ تو دوازدہ امام اور چہار وہ معصوم سے استفادہ علم کرتے ہیں نا؟

گواہ۔ بے شک صاحب! مجھے سچا واقعہ صلیب جس طرح پر گزرا آئۃ معصومین سے جو عالم کا کان و مایکون تھے معلوم ہوا ہے جسکو میں غایتہ المقصود کی جلد ثانی میں نقل کر چکا ہوں اسکو ملاحظہ فرمایا لیجئے جو حسب ذیل ہے +

یہ ہاں کہ محدثین و مورخین معتبرین در احادیث و تواریخ و مسانید معتبرہ باسانید معتبرہ آورده اند کہ در زمانہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام آرد و علیہ السلام سلطنتے بود ظالم و گروہن کش تا آنکہ آنجناب علیہ السلام را منجناب اللہ فرمان رسید کہ و ... را

دعوت دین خود نماید در زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول آں ملعون امر خود را ظاہر فرمود کہ میں بغیر خدا و نبی اللہ ام کتاب انجیل کے براے من فرستاد و در آں او امر فرمایا و احکام خود را حسب مصلحت آں زمانہ براے اہل انجیل بنامین نازل کردہ است و دین حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ تو رات باشد منسوخ گردانیدہ است پس تو با جمیع حضار مجلس دین مرا و کتاب مرا کہ دینک انجیل است قبول نمایند و دست از دین منسوخ حضرت موسیٰ بردارند و کے از قبولیت و حقیقت عیسیٰ متکرر شد و آتش حسد در قلب آں ملعون شعلہ زن گردید کہ کار بجائے کشید و خار بجدی رسید کہ ملعون مسیح خود دہر قتل حضرت عیسیٰ مسیح مستعد گردید و بدو آنجناب علیہ السلام از خوف آں ملعون ظالم مخفی شد نہ صد تا آنکہ شخصی از حواریین آنجناب علیہ السلام منافق گردید و از مخفی بودن حضرت عیسیٰ مسیح آں سلطان ظالم را مطلع گردانید پس بشورہ سلطان در تاریکی شب وقت را غنیمت شمر دہا جماعتے از مامورین آں ملعون آمدہ حضرت مسیح را بگر قندہ و در یک خانہ حبس کردند و از چہار جہت بر آنخانہ محافظہ نگذاشتند چون وقت صبح شد باہر آں سلطان ظالم در یک خانہ اسباب صلیب کشیدن فراہم آوردند و یہود بسیار جمع گردیدند پس حضرت جبرائیل کہ ملک مقرب جلیل است بفرمان حضرت خداوند جلیل نازل گردید پس سقف آں مکان حبس شق کرد و دید و از جہت فوق حضرت عیسیٰ بر آسمان رسانید چون آفتاب طلوع کرد از جہات یہود تھمتے بر آں ملعون آنجناب داخل آں محبس شدہ را نجا ادر سے رانفت و مکان را از متنفس عالی دید و حق سبحانہ ایں شخص متخص را در صورت و شکل شہیدہ حضرت عیسیٰ گردانید و آں شبیہ و ہم شکل عیسیٰ چون یہود آمد گفت اندرون خانہ ادر سے رانیا فتم و مسیح یزد ہجوم آوردند و گفتند عیسیٰ کہ خود تو ہستی تو کام عیسیٰ را میجویی ما کہ براے قتل تو ایں اسباب را فراہم کردیم ایں فریب دار را بخوابی سحر کنی و با دبی یہودی کہ ہر چند

حلف دوسو گند یا دیکر کہ عیسیٰ مسیح مسلمان ہو گا اور جماعت
شہادت کے لئے آئیں اور ان پر وہ عیسیٰ اور اہل اس خانہ
شدہ پر دم لگن انجماعت یہود درہیں مشہد ویرا بقصد
و بصلیب کشیدند۔ انتہی بلفظہ صلا

ثالث۔ آپ کا مذہب کیا ہے؟

گواہ ۱۔ میں انشا عسری یعنی شیعہ ہوں اور اپنے گروہ کا
مجتہد ہوں۔

خلاصہ ترجمہ اس فارسی داستان کا یہ ہے

کہ عیسائیوں و مورخین کی صحیح روایتوں اور معتبر تاریخوں

میں مذکور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک

ظالم بادشاہ تھا جسکو باہر آئی تبلیغ کر کے دیکھ دیکھ

مسیح آئے اور اپنے دین و رسالت کی اسکو دعوت

دی وہ سخت مخالف ہو کر انجانب کے قتل پر آمادہ

ہوا۔ عیسیٰ اس کے اس بارادہ سے مطلع ہو کر کسی جگہ

چھپ گئے بد قسمتی سے ایک حواری ان کا

مناقیق ہو گیا جس نے مسیح کا پتہ بادشاہ کو دیا

بادشاہ کے مشورہ سے چند نوکر اس کے اندھیری

رات میں مسیح کو پکڑ لائے اور ایک مکان میں قید

کر کے پہرہ لگا دیا۔ قبل از طلوع آفتاب بادشاہ

کے حکم سے ایک مکان میں صلیب کے سامان

جمع کر کے قید خانہ سے نکال کر مسیح کو صلیب دینا چاہا

تھا کہ حکم خداوند کریم حضرت جبریل آئے قید خانہ

کی چھت پھٹ گئی اور مسیح کو اس شرکات کی

راہ سے آسمان پر لے گئے۔ بعد طلوع آفتاب یہودی

میں سے ایک شخص مسیح کو قید خانہ سے باہر لانے کو

اندر داخل ہوا تو وہاں کسی کو نہ پایا خدا نے اس

یہودی کی شکل کو مسیح کے مشابہ کر دی وہ جب

باہر آکر کئے لگا کہ مسیح کو اسے تیرے اور کون ہے جس کو

تلاش کرتا ہے۔ اب جبکہ تیرے قتل کے سامان ہمیں

جمع کر لیتے ہیں تو انکو دیکھ کر میں فریب دیکر جان

بچانی چاہتا ہے۔ اُس نے ہر چند قسمیں کھا کھا کر

کہا کہ میں وہ شخص تم میں کا ہوں جو مکان کے اندر

مسیح کو باہر لانے کے واسطے گیا تھا مگر یہودیوں نے

ہرگز نہ مانا اور اسکو پکڑ کے صلیب دیدیا

اس واقعہ کے ناظرین اب ایک آخری گواہ کا بیان سن لیں جس پر

مدعیان کی شہادت کا خاتمہ ہو جاتا ہے یہ دو سو اٹھ گواہ

ہے جو اپنی کتاب ”فیصلہ قرآنی معروف بتکذیب قادیانی“
میں اپنا انوکھا بیان شائع کر چکا ہے۔ یہ گواہ حکیم بھی ہے
اور حافظ بھی اور اسکے بیان کے مصدق تو کس دیگر
مولویا جان ہیں جنہوں نے اسکی تکذیب کی تصدیق
کی ہے جن میں ایک مولوی عبداللہ ٹوٹکی اور اصغر علی روجا
بھی ہیں لہذا یہ بیان گویا ایک گواہ اور نو مصدق دلائل
کا سمجھنا چاہیے۔

مدعیان کا دسواں گواہ حکیم فطخ الدین مصنف فیصلہ قرآنی الحمد

ثالث۔ حافظ صاحب اگر کچھ آپ کو بھی واقعہ صلیب سے
واقفیت ہو تو بیان فرمائیں مگر مفصل اور سچ سچ۔
گواہ ۱۔ مجھے تو قرآن مجید سے بصراحت معلوم ہو چکا ہے کہ

مسیح کی بجائے ایک اور شخص پکڑا گیا کہ مصلوب کیا گیا تھا
اسی لئے میں فیصلہ قرآنی اس بارہ میں لکھ رہا ہوں

”جب حضرت عیسیٰ کی ہدایت راہ ستیق سے یہود

نے انکار کیا تب علماء یہود نے اسوقت کے بادشاہ

کو کہہ کر عیسیٰ کو ناجائز فطری کذاب دعویٰ پیغمبری کرنا

بے اور احکام توریت کو چھوڑ کر اسے پس بادشاہ نے

عیسیٰ کو سولی دینے کا حکم دیا لیکن یہود کا منہ

عیسیٰ کو بجز عنبر کے آسمان پر اٹھایا اور عیسیٰ

کے شبہ میں ایک اور شخص پکڑ لیا اور

وہ سولی بھی دیا گیا، بلفظ عن موضع العباجہ

ص ۵۵ فیصلہ قرآنی۔ مطبوعہ اسلامی ٹیم پریس لاہور

شہادت مدعیان متعلق نتیجہ اول تمام ہو چکی ہے اب بار پنجاب

مدعا علیہ جرح ہو گیا کہ اس شہادت کی تردید مگر قبل از آغاز

جرح مدعا علیہ کی طرف سے ایک نقشہ مع درخواست پیش

ہوتا ہے جو قابل غور و توجہ ہے۔ وہ ہوتا +

درخواست مدعا علیہ

نتیجہ اول کے ثبوت میں پنجاب

مدعیان دس گواہ پیش ہوئے

ہیں جن میں سے پانچ الحمد للہ تین حنفی ایک شیعہ ایک

اہل قرآن ہے۔ اول تو اہل حدیث کے خلاف اہل حدیث کی گواہی

ہے اور حنفیوں کے خلاف حنفی بیان ہے۔ پھر اہل حدیث کے

خلاف حنفی شہادت دیتے ہیں اور حنفی اہل حدیث کے خلاف

شیعہ اور شیعہ و حنفیوں کے خلاف اہل قرآن غرض کہ ایک

ہی واقعہ کے متعلق ایک ہی راوی سے اس قدر اختلاف
اس امر کی بدیہی دلیل ہے کہ یہ جملہ گواہ مصنوعی اور غلط

ہیں اور کسی کو بھی صحیح حال معلوم نہیں۔ ورنہ یہ اختلاف
جو سراسر کذب و بناوٹ کی نشانی ہے کبھی واقعہ نہ ہوتی۔
پس جب مقدمہ کے ثبوت میں ایسی مخالفت شہادتیں پیش
ہوں اس مقدمہ کا مدعیان کے حق میں فیصلہ کیا جانا نہ
صرف ناممکن ہے بلکہ ظلم صریح کیونکہ اجماع الاحتمال
فیصل الاستدلال کے مطابق کوئی گواہ بھی قابل
اعتبار نہ رہا۔ ہم قبل اسکے کہ اپنی جرح گواہوں کے بیانات
پر کریں ذیل میں ایک نقشہ دیتے ہیں جس سے ہادی النظر
میں ہی جھوٹی شہادت کی بنا پر مدعیان کا مقدمہ یقیناً خارج
کر کے جرح و خرچ مدعا علیہ کی ڈگری برخلاف مدعیان بحق
مدعا علیہ صادر کی جاوے اور گواہان شرعی حلف دہی
کا لازم قائم کر کے انکو سزا دی جاوے۔

نقشہ خلاصہ مدعا علیہ

بیان گواہان مدعیان	گواہان سابقہ کے
جس کا خلاف بلاتقابل	خلاف دیگر گواہان
دیگر گواہان مدعیان	مدعیان کا بیان
نقل کیا گیا ہے۔	
(۱) مسیح کو یہود نے ہاتھ تک	(۱) مسیح کو گرفتار کر کے یہود
نہیں لگا یا گرفتار کرنا تو کیا	نے ایک مکان میں بند
معنے رکھتا ہے مسیح ہرگز	کر دیا اور اسکو طمانچے
گرفتار نہیں ہوئے۔ گواہ اول	مارے اور ٹھٹھا کیا +
دوئم و سوم و چہارم و	گواہ ششم و ہفتم و نہم
پنجم و ششم	
(۲) مسیح یہودیوں کے آنے	(۲) جس مکان میں یہود نے مسیح
سے پیشتر اپنے مکان میں	کو قید کیا تھا اس مکان سے
تھے اور یہود کے آنے	مسیح آسمان پر اٹھا کر گئے
سے پیشتر ہی آسمان پر اٹھا	اپنے مکان سے نہیں اٹھا کر
لئے گئے۔ گواہ اول و	گئے گواہ ششم و نہم
دوئم و سوم و چہارم	
(۳) مسیح عجب آسمان پر اٹھا کر	(۳) مسیح قید خانہ سے اٹھا کر گئے
گئے اسوقت ان کے	جہاں کوئی حواری بھی پاس نہیں
پاس مکان میں بارہ حواری	مکان میں آسمان پر اٹھا کر گئے
بھی تھے۔ گواہ اول	وقت موجود تھا گواہ ششم
دوئم و سوم	و نہم

مسح کے آسمان پر جانے کے لئے
 سے پہلے اپنے بارے
 حواریوں سے دریافت
 کی کہ ان میں سے
 کون سا میرا جگہ
 شیعہ بنایا جائے میری
 جگہ مارا جائے اور
 ایسا مقتول میرا جگہ
 ہوگا پس اس درخواست
 کو ایک حواری نے قبول
 کر لیا۔ جس کے بعد
 فوراً اسکو مسیح کا تخت
 بنا دیا تا وہ مسیح کی
 جگہ مارا جاوے۔
 گواہ اول - دوم
 سوم
 مسیح کے آسمان پر جانے کے
 سے پہلے مسیح کی حواری
 خاص کو مخاطب کر کے
 گواہ اول دوم سوم
 مسیح اپنے مکان کے
 روئے گردن یا سوراخ
 سے آسمان پر بلند
 خاکا بشری اٹھا کر
 گئے تھے۔ گواہ
 اول دوم سوم
 چارم

سوال: حرم منجابہ کا علیہ۔ آپ ہر سال صاحبان نے
 جو واقعہ صلیب کے متعلق بیان دیا ہے۔ کیا آپ واقعہ صلیب کے
 وقت موجود تھے؟ جواب: نہیں۔
 میں: کیا حضرت ابن عباس صحابی یا قتادہ تابعی ہیں۔
 آپ کو یہ واقعہ معلوم ہوا ہے صلیب کے وقت موجود
 تھے؟ ج: یہ بھی نہیں تھے۔
 میں: پھر آپ کس ذریعہ سے معلوم ہوا کہ مسیح کے بچا
 ایک حواری مسیح کا شاہد مسیح بنایا جائے مصلوب
 ہوا تھا؟ ج: ابن عباس صحابی سے جس نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا۔
 میں: کیا ابن عباس نے نہیں بتایا ہے کہ یسوع واقعہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا؟ ج: بتایا تو
 تو نہیں، لیکن علماء الحدیث نے یہ اصول مقرر
 کیا ہے کہ کوئی صحابی اگر کسی ایسے واقعہ کو بیان
 کرے جس میں رائے و اجتہاد کو دخل نہ ہو تو اس
 روایت کو ایسا سمجھا جائے جیسے خود آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ایسا کوئی صحابی
 دیدہ و دانستہ جھوٹ بات نہیں بیان کر سکتا۔
 میں: کیا یہ اصول بعض لفظی و فرضی ہے یا کہ خدا و رسول
 کا مقرر فرمایا ہوا؟ ج: یہ تو لفظی اور فرضی مگر
 تجربہ و عقل سے اسکی صحت تمام علماء کو مسلم ہو چکی
 ہے۔
 میں: کیا اپنے حضرت ابن عباس کی زبان مبارک سے
 یہ بیان سنا ہے یا کسی اور سے؟ ج: ہم نے
 اسے تو نہیں سنا البتہ ابن کثیر نے تفسیر میں اس
 روایت کو نقل کیا ہے اور ہم نے تفسیر فتح البیان
 میں دیکھا ہے۔

جس سے یقین ہو جائے کہ ابن عباس ایک تو مسند
 سارے راوی ثقہ ہیں اور انکی ملاقات بھی ایک روایت
 سے ہوئی ہے۔ ج: ابن ابن کثیر نے ابن عباس
 تک راویوں کے نام بتلائے ہیں جو یہ ہیں۔ ابن ابی
 حاتم نے ابن عباس سے سنا اس نے ابو حادہ سے
 ابو حادہ سے اعلم سے اور اعلم نے منہال بن
 عمر سے اس نے سعید بن جبیر سے سعید بن جبیر نے
 حضرت ابن عباس سے سنا کہ یہ واقعہ بیان کیا۔
 میں: کیا اس تیرہ سو برس میں صرف چھ آدمی اس واقعہ
 کو ابن عباس تک پہنچائے گئے ہیں اور انکی ایک
 دوسرے سے ملاقات ثابت؟ اور یہ راوی سب
 ثقہ ہیں؟ ج: یہ سب راوی بخاری و مسلم کے
 راویوں میں سے ہیں جو منہال بن عمر کے وہ قدر
 بخاری کے راویوں سے ہے۔
 میں: جبکہ سب راوی بخاری و مسلم کے ہیں تو کیا وجہ کہ
 بخاری و مسلم نے یافرت بخاری سے ان سے
 یہ روایت اپنی کتابوں میں نقل کی؟ ج: بخاری
 و مسلم کی شرائط متعلق روایات جو کم تحت ہیں اور
 یہ روایت انکی شرائط کے مطابق نہ تھی اس واسطے
 نقل نہیں کی۔
 میں: اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بخاری و مسلم نے
 اس روایت کو صحیح نہیں جانا تب ہی تو نقل نہیں
 کیا۔ ورنہ باوجود ثقاہت راویوں کے اسکو نقل نہ
 کرنا کیا کہتے رکھتا ہے۔ کیا ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد
 و نسائی نے جو باقی چار کتابیں منجملہ صحاح ستہ کے
 ہیں اسکو نقل کیا؟ ج: صرف نسائی نے یہ روایت
 ابن کثیر سے نقل کی ہے جو بنی اور دل سے نہیں کی۔
 میں: ابن عباس کے علاوہ ہزاروں ہزار صحابہ میں سے
 کسی اور صحابی نے بھی اس واقعہ کو اسی طرح بیان
 کیا ہے یا نہیں؟ ج: بجز ابن عباس کے اور تو
 کسی نے صحابہ میں سے نقل نہیں کیا۔
 میں: ابن عباس کی عمر وقت وفات آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کس قدر تھی؟ ج: کم سے کم اٹھ سال
 زیادہ سے زیادہ بارہ برس کی تھی۔
 میں: کیا یہ ممکن ہے کہ ایسا عظیم الشان واقعہ جس کا
 تنازعہ یہود و نصاریٰ کے درمیان بہت تھا اور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کو اس

منجابہ کا علیہ بر شہادت گواہان یحییان
 پہلے تین گواہ مولوی محمد بشیر صاحب و مولوی عبدالرحیم
 الحمد ریش و پیر محمد علی شاہ صاحب حنفی کا جو کہ قریب ایک
 ہی بیان ہے اور یہ گواہان مسیح علیہ السلام کے خلیفہ
 حواری کو شیعہ یعنی قرار دیکر مصلوب کر رہے ہیں۔ البتہ
 اول انہیں سے حرم شروع کیا جاتی ہے۔ سوال: حرم منجابہ
 حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا واقعہ حرم منجابہ
 اور جواب: گواہان حرم منجابہ سے لکھا جائے گا۔

میں: جبکہ ابن عباس سے آپ نے نہیں سنا تو کیا یہ ممکن
 نہیں کہ ابن عباس کے نام سے کسی نے یہ روایت
 کی ہو اور ابن عباس کو خبر تک نہ ہو؟ ج: ایسا
 نہیں کیونکہ ابن عباس تک روایت کا سلسلہ پہنچتا
 ہے۔
 میں: کیا ابن عباس سے لیکر آپ تک ایسا سلسلہ راویوں
 ہے کہ جو مسلسل ہو اور درمیان سے کوئی راوی نہ ہو
 بجز انہی یا غائب نہ ہو اور جن راویوں کے ذریعہ
 سے مسلسل آپ تک یہ سلسلہ پہنچا ہے ان سب کا
 ایک دوسرے سے ملاقات کرنا اور منہا ثابت ہے

میں: جبکہ سب راوی بخاری و مسلم کے ہیں تو کیا وجہ کہ
 بخاری و مسلم نے یافرت بخاری سے ان سے
 یہ روایت اپنی کتابوں میں نقل کی؟ ج: بخاری
 و مسلم کی شرائط متعلق روایات جو کم تحت ہیں اور
 یہ روایت انکی شرائط کے مطابق نہ تھی اس واسطے
 نقل نہیں کی۔
 میں: اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بخاری و مسلم نے
 اس روایت کو صحیح نہیں جانا تب ہی تو نقل نہیں
 کیا۔ ورنہ باوجود ثقاہت راویوں کے اسکو نقل نہ
 کرنا کیا کہتے رکھتا ہے۔ کیا ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد
 و نسائی نے جو باقی چار کتابیں منجملہ صحاح ستہ کے
 ہیں اسکو نقل کیا؟ ج: صرف نسائی نے یہ روایت
 ابن کثیر سے نقل کی ہے جو بنی اور دل سے نہیں کی۔
 میں: ابن عباس کے علاوہ ہزاروں ہزار صحابہ میں سے
 کسی اور صحابی نے بھی اس واقعہ کو اسی طرح بیان
 کیا ہے یا نہیں؟ ج: بجز ابن عباس کے اور تو
 کسی نے صحابہ میں سے نقل نہیں کیا۔
 میں: ابن عباس کی عمر وقت وفات آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کس قدر تھی؟ ج: کم سے کم اٹھ سال
 زیادہ سے زیادہ بارہ برس کی تھی۔
 میں: کیا یہ ممکن ہے کہ ایسا عظیم الشان واقعہ جس کا
 تنازعہ یہود و نصاریٰ کے درمیان بہت تھا اور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کو اس

اختلاف خطبہ کا فیصلہ فرمایا مذہبی تھا میں اور مدلل فیصلہ
کچھ بھی نہ فرمایا البتہ صرف ایک طفلک سے جو ہنوز بالغ بھی
نہ تھا تنہا کی میں یہ واقعہ حضور انور فداہ امی نے بتایا
اور کسی صحابی کو نہ خلفائے راشدین کو نہ ازواج مطہرات
کو اور نہ دیگر اکابر صحابہ کو اس کا علم ہوا نہ خود یہود و
نصاری کو ہی یہ فیصلہ سنایا گیا جن کو سنایا جانا مذہبی
تھا۔ **ج** یہ معاملہ تو ایسا ہی ہوا کہ بجز عبد اللہ بن عباس
دس بائیس سال لڑکے کے اور کسی کو معلوم ہی نہیں ہوا۔
مس۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں سے معلوم ہوا؟
ج۔ آپ کو خدا نے بتایا ہوگا۔

مس۔ کہاں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
واقعہ ابن عباس کو خدا سے معلوم کر کے سنایا تھا؟ **ج**
لکھا تو کہیں نہیں قیاس غالب ہے کہ ایسا ہی ہوا ہو۔
مس۔ کیا اس واقعہ صلیب کے متعلق بھی عبد اللہ بن عباس
سے انہی تفسیروں میں اس روایت کے خلاف اور
روایات بھی درج ہیں یا نہیں جنہیں حواری کے بچا
دشمن مسیح یا مدح حواری یا کسی یہودی وغیرہ کا مسیح کو
ہمشکل ہو کر اراجا یا بیان کیا گیا ہو؟ **ج** اس سے انکار
نہیں کہ ابن عباس سے ہماری بیان کردہ روایت کے خلاف
بھی روایات آئی ہیں۔ لیکن یہ سب زیادہ صحیح ہے اور
باقی روایات بوالہ کے خلاف ہیں وہ وضعی اور بناوٹی
ہیں۔

مس۔ ان کے وضعی اور اس روایت کے صحیح ہونے کا اپنے
کیا معیار قرار دیا ہے حالانکہ وہی ابن عباس اور ایسے
ہی دوسرے راوی ان روایات مختلفہ کے بھی
ہیں؟ **ج** یہ روایت بڑی صحیح ہے اور ان کے
راوی نہ ایسے ہیں نہ وہ معتبر کتابوں کی روایات ہیں۔
مس۔ آپ کے بھائی مولوی ثناء اللہ صاحب اہل حدیث
اور احمد حسین حنفی جی ہمدرد گواہان نے ابن عباس سے
ہی یہ روایت نہیں بیان کی کہ یہود اسکر یوٹی یا طیفانوس
نامی مصاحب بادشاہ یہودی کی شکل مسیح کے مشابہ بنائی گئی
تھی؟ **ج** بیشک ان گواہوں نے یہ بیان کیا ہے لیکن وہ
جھوٹ ہے اور ہمارا بیان سچ ہے۔

مس۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ کسی عیسائی نو مسلم نے اپنے پرانے
غیرہ کے مطابق یہ قصہ شاکست مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی وفات سے بعد بیان کیا ہو اور ابن عباس نے جو کہ
پہلے وفات شریف خورد سال تھے مسیح کی بنا پر بعد

وفات شریف اس قصہ کو صحیح سمجھ کر کسی کے آگے بیان
کر دیا ہو اور سننے والے نے معمولی قصہ سمجھ کر بلا ضرورت
اسکی تحقیق کرنی مزدوری نہ بھی ہو اور آخر اسی ایک آدمہ
راوی سے نقل ہوتا چلا آیا ہو اور دراصل غلط ہو؟ **ج**
ابن عباس بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ کے کچھ نہیں
بیتے تھے نہ انکے قصص در روایات پر اعتبار کرتے تھے
بلکہ خود صحابہ کو یہود و نصاریٰ سے روایات لینے پر سختی
سے روک رکھتے تھے پھر بھلا وہ کیوں نصاریٰ سے
سُنکر بیان کرتے۔

مس۔ کیا ابن کثیر نے جلد اول صفحہ ۶۶ پر ابن عباس کے متعلق
یہ نہیں لکھا کہ وہ اسرائیلی روایات بیان کیا کرتے تھے؟
ج ہاں لکھا ہے مگر یہ روایت اسرائیلی نہیں ہے
کیونکہ نصاریٰ میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ مسیح کے
بجائے کوئی دوسرا شخص صلیب دیا گیا پھر بھلا کون سے
عیسائیوں نے روایت ابن عباس لیتے۔

مس۔ کیا آپ کے بھائی مولوی ابراہیم صاحب میرسیالکوٹی گواہ
پنجم نے شہادت القرآن جلد اول کے صفحہ ۶۶ پر جو یہ
بیان کیا ہے کہ نصاریٰ کے قدیم فرقے میں یہی اعتقاد
رکھتے تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے
بلکہ ایک اور شخص صلیب پر لٹکا یا گیا تھا
جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل آئی
گئی تھی؟ یہ بیان گواہ پنجم کا جھوٹ ہے؟ **ج**
بے شک یہ بیان کذب و دروغ ہے اور اس گواہ نے
جھوٹ لکھا ہے جو قابل اعتبار نہیں۔

مس۔ کیا وہ کہ آپ کا قیاسی بیان تو صحیح ہو کہ ابن عباس
نصاریٰ سے روایات نہیں کرتے تھے اور ابن کثیر کا
جسکی بنا پر روایت آپ کے ہے اور گواہ پنجم کا جس کے
ثبوت بھی اس نے دیئے ہیں بیان جھوٹ اور غلط
ہو؟ **ج**۔ ہمارے نزدیک تو جھوٹ ہے۔

مس۔ پیر مر علی شاہ گواہ سے آپ نے تو
شہادت القرآن حصہ اول میرسیالکوٹی کی تصدیق کی ہے
اور آپ آپ کی تقریباً نصفہ ۱۳۴ موجود ہے پھر آپ کس طرح
اس کتاب کے بیان کو غلط کہتے ہیں؟ **ج** میری تصدیق غائبانہ
اور غیر پڑھے دیکھے شہادت القرآن کے ہے اس لئے
اس کا اعتبار نہ کیا جاوے دراصل وہ کتاب مخالفہ ہے۔
مس۔ مدعا علیہ محمد بن عباس نے ابن عباس کی روایات کے
کس مسئلہ کو صحیح قرار دیا ہے اور کس کو غلط؟ **ج**

محمد بن عباس نے تو صرف جو علی بن ابی طلحہ یا قیس بن مسلم
ابن عباس سے روایت کریں اسکو صحیح اور باقی تمام
طریقوں بیان شدہ روایات کو غلط لکھا ہے۔

مس۔ کیا یہ روایت علی بن ابی طلحہ یا قیس بن مسلم کے ذریعہ
سے بیان ہوئی ہے؟ **ج**۔ نہیں۔

مس۔ اس روایت کی صحت کا ثبوت آپ محمد بن عباس
پیش کر سکتے ہیں؟ **ج** محمد بن عباس نے وہی دو طریق
پہلے ذکر ہو چکا صحیح قرار دیئے ہیں اور کسی طریق کی
صحت نہیں بتائی۔

سوال ثالث۔ جس حالت میں یہ ثابت ہو گیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کوئی ضعیف سے ضعیف حدیث
بھی واقعہ صلیب کے متعلق کسی طبقہ کی کتب احادیث میں
مردی نہیں یہ بھی مسلم ہو گیا کہ نہ خلفائے راشدین نہ
نہ ازواج مطہرات سے نہ دیگر صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین سے کوئی روایت صلیب کے متعلق کسی
تفسیر یا حدیث کی کتاب میں منقول ہے صرف ایک
عبد اللہ بن عباس سے ہی واقعہ صلیب کی روایات
مفسرین نے نقل کی ہیں اور وہ بھی ایک دوسری
روایت کے خلاف باہمی متناقض ہیں اور یہ بھی مان
لیا گیا ہے کہ حضرت ابن عباس کی عمر وقت رحلت شریف
مردوں کا نہ تھی صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ دس یا وہ سال کی
تھی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ابن عباس یہود و نصاریٰ
سے روایات نقل کرنے کے عادی تھے اور یہ بھی ظاہر
ہو گیا کہ نصاریٰ کے قدیم فرقے بجائے مسیح کے کسی
دوسرے شخص کا متشکل مسیح ہو کر مصلوب ہونیکا
اعتقاد رکھتے تھے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ابن عباس
کی روایات کے صرف دو ہی طریق معتبر ہیں باقی
سب طرق غیر معتبر سمجھے جاتے تھے تو باہر نہ یہ کہ

تسلیم کر لیا جاوے کہ کچھ پیش کردہ روایت صحیح ہے
اور اس درجہ کی ہے کہ اس پر ایسے عظیم الشان واقعہ
صلیب و شہادت کا کلی اعتقاد کر کے اعتقاد قائم
کر لیا جائے؟ **ج** ہم نے تو اپنی بساط کے موافق
بتا دیا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے کیونکہ اسکے سب
راوی بخاری و مسلم کے راویوں میں سے ہیں نیز
نفس مضمون جو روایت میں بیان ہوا ہے وہ بھی
در ایش صحیح و احسن التعلیم ہے اس لئے ہمارا بیان
راستی پر مبنی ہے اور اسکے خلاف ہر ایک بیان غلط

اور بنا دی ہے۔

مس۔ قتادہ تابعی کی روایت کس درجہ کی ہے؟ ج۔ قول تابعی مقطوع کہلاتا ہے۔

مس۔ مقطوع روایت محبت ہوتی ہے یا نہیں؟ ج۔ مقتد ترمذی میں لکھا ہے کہ المقطوع ما جاء عن التابعین من اقوالهم و افعالهم موقوفاً علیہم و لیس یحجّجہ یعنی تابعین کے اقوال و افعال شریعت میں ہوتے۔

مس۔ پھر قتادہ تابعی کی روایت اس معاملہ میں کیونکر محبت ہو سکتی ہے؟ ج۔ صوف ابن عباسؓ والی روایت کی تائید میں یہ بیان کی گئی ہے فی نفسہ گو محبت نہ ہو۔ سامعین و ناظرین! مدعا علیہ کی حرج متعلق روایت سے تو ابن عباسؓ کے قول موقوف کی صحت معلوم ہو گئی کہ یہ قول واقعہ صلیب کے بیان کرنے میں کسی طرح محبت نہیں ہو سکتا لیکن نفس و اوقات کو بھی اگر دیکھا جائے جو ابن عباسؓ کی اس روایت کے ذریعہ بیان ہوئے ہیں تو درایتاً بھی یہ بیان نہ صرف غلط بلکہ فظہم جلاتا ہے۔ لہذا مدعا علیہ کی حرج نفس مضمون کے متعلق ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

نفس و اوقات مندرجہ روایت

پر مدعا علیہ کی حرج

سوال مدعا علیہ۔ آپ ہر سگواہاں نے جو روایت ابن عباسؓ کی بنا پر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ مسیحؑ کی بجائے ایک مخلص حواری مسیحؑ کا مصلوب کیا گیا تھا اور اس واقعہ کو اپنے بروایت ابن عباسؓ جوں شرع کیا کہ کہ آسمان پر جانے سے پہلے مسیحؑ نے اپنے بارہ حواریوں کو مخاطب کر کے یہ درخواست کی کہ کون تم میں سے میری مدد کرنے کو اس طرح طیارے کو وہ میرا شہید بنایا جا کر میری جگہ قتل ہو جاوے؟ تو کیا مسیحؑ کو پہلے سے یہ علم ہو چکا تھا کہ تنہا ہی نجات بغیر اسکے ممکن نہیں کہ تنہا ہی جگہ کوئی تمھارا اصحابی روحانی فرزند مصلوب ہو؟

جواب۔ گو اہاں۔ البتہ اس سے تو پایا جاتا ہے کہ مسیحؑ کو یہ علم خدا کی طرف سے ہو چکا تھا۔

مس۔ قرآن شریف میں خداوند تبارک و تعالیٰ نے مسیحؑ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ یُعِیْسِی اِنِّی مَمْلُوءٌ قِیْلَکَ وَ رَا فَعَلَکَ اِنِّی مَعِی لَی

عیسیٰ میں تجھے موت طبعی سے ماروں گا یہ نہ ہو گا کہ تیرے دشمن تجھے تکلیف پہنچا سکیں۔

سیف چشتیائی ص ۱۱۱ اس وعدہ کے بعد بھی مسیحؑ کو بدست ہو دینے قتل ہو جانے کا خیال باقی رہا تھا؟ ج۔ مسیحؑ کو بتقاضائے بشریت ہود سے ہر وقت خوف رہتا تھا سیلے خدائی وعدہ کامل تسلی کا باعث نہ ہوا۔

مس۔ قرآن مجید میں جو وقت تولد مسیحؑ نے اپنی ماں کی گود میں یہودیوں کو یہ فرمایا تھا کہ والسلام علیٰ یوم و لدت و یوم اموت و یوم العیث جیسا یعنی میری پیدائش و موت اور حیات اٹھنے کے دن سلامتی ہے کیا یہ بھی اُن کو یاد نہ تھا جو حواریوں سے ایسی درخواست کی؟ ج۔ بوجہ شیر خواری کے زمانہ کا کلام ہونے کے یاد نہیں رہا ہو گا۔

مس۔ اچھا اگر وعدہ آئی بھی موجب تسلی نہ ہوا اور اپنا قول (کہ میری موت کے دن مجھ پر سلامتی ہے) بھی یاد نہ رہا تو کیا یہ بھی اُنکو خیال نہ آیا کہ میں اپنی جان تو بچاتا ہوں اور اپنی جگہ بے ضرورت ایک حواری مومن کو مردانا ہوں اس سے یہ میرے صحابہ کیا خیال کرینگے کہ آپ تو اس موت سے جس کو ایسی موجب رنج و رجات بتایا جاتا ہے بچتا ہے اور ہمیں دیدہ و دانستہ ملامت میں ڈالتا ہے جو بنص صریح قرآن مجید لَا تَلْقُوا بِأَیْدِیْکُمْ اِلٰی التَّهْلُکَۃِ ہرگز قابل پذیرائی نہیں؟ ج۔ مومنوں کا خدا کی راہ میں مارا جانا باعث قرب الہی ہوتا ہے اس لئے مسیحؑ اپنے حواری کو اس طرح مقرب بارگاہ الہی بنانا چاہتے تھے۔

مس۔ اس سے پہلے کوئی ایسی نظیر ہے کہ کسی رسول یا بزرگ یا خدا نے اپنی جان بچانے کو دیدہ و دانستہ اپنے بیٹے یا فدائی بھائی یا پیرو یا کسی معتقد کو مارا کے واسطے بعد اس نفین کے کہ وہ خود مرگوشہنوں کے ہاتھ سے مارا نہیں جائے گا بلکہ خدا اسکو طرح سے محفوظ رکھے گا حتیٰ کہ دشمنوں کے ہاتھ تک اسکو نہ چھوئیں گے کہا ہے کہ وہ میری بجائے میرے شہید میں دشمنوں کے ہاتھ پکڑ کر مارا جائیگا؟ ج۔ اسکی تو کوئی نظیر نہیں ہاں صحابہ رضوان اللہ علیہم نے جہادوں میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی حفاظت اور اشد محنت اسلام میں اپنی جانیں دی تھیں۔

مس۔ مسیحؑ ایسی موت سے جو کہ محض خدا کی راہ میں اسکے دین کی اشاعت کرتے ہوئے آپ وارد ہوئی تھی کیوں ڈرتے تھے؟ ج۔ اس موت صلیبی سے چونکہ یہود ناموس و کی غرض اثبات ملعونیت تھی سیف چشتیائی ص ۱۱۱ اس لئے مسیحؑ ایسی لعنتی موت سے ڈرتے تھے۔

مس۔ جبکہ یہ موت لعنتی تھی تو پھر مسیحؑ نے اپنے مخلص حواری کے لئے اس لعنتی موت کو کیوں پسند کیا۔ کیا آخری بخود ناپسندی بردیگا اں ہم پسند پر اٹکا عمل نہ تھا؟ ج۔ گو بظاہر حکم تورات کے مطابق صلیب کے ذریعہ قتل ہونے والا لعنتی ہوتا ہے۔ ”کیونکہ جس شخص سے جرم صادر ہو اور وہ شخص بذریعہ صلیب قتل کیا جاوے خدا کے یہاں ملعون ہوتا ہے بنا برائ قتل صلیبی مجرم کی ملعونیت کے لئے علت ٹھہرے گی نہ غیر مجرم کی بلکہ وہ شہادت کی طرح موجب رنج و رجات عند اللہ ہوگی۔“ سیف چشتیائی ص ۱۱۱ میں چونکہ حواری مذکور غیر مجرم تھا وہ ملعون عند اللہ نہیں اس واسطے مسیحؑ نے حواری کے لئے اس موت کو پسند کیا جو موجب رنج و رجات عند اللہ تھی۔

مس۔ جبکہ غیر مجرم بذریعہ صلیب قتل ہونے سے مرفوع الی اللہ ہوتا ہے تو کیا مسیحؑ غیر مجرم نہ تھے جو اُن کو خوف لعنت تھا وہ بھی تو غیر مجرم ہونے کی حیثیت سے اس صلیبی موت سے مرفوع الی اللہ ہوتے۔ انہوں نے رفعت و منزلت اپنے لئے پسند کی؟ ج۔ شاید بوجہ بشری کمزوری کے وہ اس موت سے ڈر گئے ہوں۔

مس۔ یہ بشری کمزوری جبکہ ایک اولو العزم رسول کو ایسی موت سے جو باعث رنج و رجات عند اللہ تھی ڈماتی تھی تو کیا حواری جسکو ایمان باللہ محض مسیحؑ کے ذریعہ حاصل ہوا تھا مسیحؑ سے افضل تھا جو اسکو یہ بشری کمزوری اس موت کے قبول کرنے سے مانع نہ ہوئی؟ ج۔ وہ چونکہ نہ جوان تھا اور ناقص اندیش اس لئے بلا سوچے سمجھے مائل کار کے اس نے اس موت کو قبول کر لیا یہی وجہ

کہ باقی گیارہ حواریوں نے مسیح کی اس درخواست کا کوئی جواب نہیں دیا حالانکہ مسیح نے تین بار انکو خطاب کیا ہے۔
مس۔ تم نے سیف چشتیائی کے صلیب پر یہ لکھا ہے کہ "کہاں ہے تیرے توبہ کا حکم کہ جو کوئی بذریعہ صلیب قتل کیا جائے وہ ملعون عند اللہ ہوگا خواہ بے گناہ ہی ہو۔" کیا مقتول بغیر الحق خواہ پھر سے ہو یا تلوار سے یا صلیب وغیرہ اسباب قتل سے شہداء میں بموجب احکام توبہ و قرآن مجید کے داخل نہیں؟
 کس جگہ توبہ یا قرآن مجید میں لکھا ہے کہ کوئی نبی یا مومن صلیب کے ذریعہ بھی قتل ہو جاتا ہے اور نظام اس لعنتی موت کا اطلاق امیر وارث کیا جاتا ہے لیکن عند اللہ ملعون نہیں ہوتا، اور کیا توبہ میں یہ نہیں لکھا کہ "جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے" یہ جملہ عام ہے اور عمومیت کا حکم رکھتا ہے یا کسی تخصیص کا۔ لفظ جو تعمیم کے لیے ہے یا کسی کا استثناء بھی اس میں ہے؟ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جو زیر کھانیکا وہ نہ جائے گا۔ تو اس سے سمجھا جائیگا کہ زیر کھانے تو میں ہی ہوں مگر کھانیکا ضرور مر جائیگا۔ یا یہ سمجھا جائیگا کہ زیر ہو خواہ عمر و یا بکر خواہ خالد ہو جو زیر کھانیکا وہ ضرور مر جائے گا۔ پھر مجرم اور غیر مجرم کی شرط اپنے کہاں سے لگائی۔ یہی وجہ تو ہے کہ کوئی نبی یا مومن صلیب کے ذریعہ قتل نہیں ہوا پس اس لفظ جو کی عمومیت کو اپنے مخصوص کس طرح کیا؟
ج۔ توبہ کی ۲۷ آیت میں مجرم شخص کی پھانسی کا ذکر ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ غیر مجرم کے متعلق یہ حکم نہیں۔
مس۔ افسوس ہے کہ آپ لوگ مولوی اور پیر کہلا کر معمولی آدمی بھی نہیں سمجھ سکتے کیا یہ الفاظ جو استثناء ۲۱ باب ۲۳ آیت میں ہیں کہ "اسکی لاش رات بھر درخت پر نہ لٹکی رہے" کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے" صاف بتا رہا ہے کہ پھانسی دیا ہی وہ جائے جو مجرم ہو غیر مجرم پھانسی دیا ہی نہیں جاتا۔ اس لیے مصلوب ضرور ملعون عند اللہ ہے۔ اسی لیے تو مسیح ایسی لعنتی موت سے ڈرتے تھے۔ نہ محض موت سے پس اگر مسیح اس موت سے بچ گئے تو کیا وہ مومن مخلص حواری عند اللہ ملعون ہوا؟ اور اگر وہ ملعون عند اللہ ہو جائے گا ہی کے بقول آپ کے نہیں ہو سکتا تو مسیح درجہ اولیٰ اس سے زیادہ مصلوب اور بے گناہ غیر مجرم تھے وہ کبھی ملعون عند اللہ قرار پاتے

پھر انہوں نے کیوں ایک غیر مجرم کو مجرم اور ملعون کر لیا اور اپنی جان بچالی؟ ج۔ ایک مومن بیگناہ کا قتل ہونا کوئی نئی اور انہونی بات نہیں۔
مس۔ مومن اور بیگناہ کا قتل ہونا تو مانا کہ کوئی ان ہونی بات نہیں اور ایسے بیگناہ کا قتل مقتول کے لیے موجب قرب و عزت عند اللہ ہے لیکن اس حواری بیگناہ کا واقعہ قتل تو نئی بات ہے کیونکہ اس طرح کوئی جان دیکر حرام موت نہیں مرنے۔ آپ بتائیں تو سہی کہ قتل کو مقرب بارگاہِ ایزدی بنا سکتا ہے وہ مسیح کیلئے کیوں باعث از دیادہ دفع و منزلت و قربت نہیں ہو سکتا کہ مسیح اس انجی جان بچاتے ہیں اور باوجود وعدہ الہی موجود ہے کہ یحییٰ بنی اسرائیل متوفیٰ کیا گیا یہودیوں کو اپنا ممتو جانکر دیتے ہیں؟ ج۔ یہاں بے باپ کے پچھو اسو انہیں بشری کمزوری زیادہ تھی ڈر گئے۔
مس۔ روایت ابن عباس میں تو یہ بیان ہے کہ مسیح نے تین بار بارہ حواریوں کو یہ درخواست کی کہ کون تم میں میری جگہ قتل ہونا منظور کرتا ہے تو ہر طرف ایک فوجان حواری نے ہی جواب دیا کہ میں منظور کرتا ہوں اور کسی نے نہیں کی۔ لیکن قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ جب مسیح کو یہود کا یہ مشورہ معلوم ہوا کہ وہ اسکو مصلوب کر نیکاعرم کر چکے ہیں جسکا ذکر اس آیت میں ہے کہ فَلَما احْسَسَ عِيسٰی مِنْهُمْ اَلْكَفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلٰى اللّٰهِ يَعْنِيْ جِبْرِیْلُ نے یہود کا ارادہ قتل معلوم کیا تو اپنی حواریوں سے کہا کہ کون تم میں سے میرا مددگار ہو کر اللہ کے لیے تو مسیح کی اس درخواست کو مسترک قال اَلْحَوَارِیُّوْنَ خَشَوْا اَنْصَارَ اللّٰهِ سب حواریوں نے کہا کہ ہم مددگار میں پس کیا قرآن مجید روایت ابن عباس میں کی تردید و تغلیط نہیں ہوتی کہ روایت میں صرف ایک حواری کے انصاری ہونیکا ذکر ہے اور قرآن مجید میں سب کی طرف سے خشن انصار اللہ کہنا نقل ہوا ہے ج۔ فَلَما احْسَسَ مِنْهُمْ اَلْكَفْرَ میں اس واقعہ صلیب کے متعلق بیان نہیں ہے تو اسوقت کا بیان ہے جب مسیح نے یہودیوں کو دعوت اسلام کی تو انہوں نے مسترک کیا اور ضرر جو لیا نے قبول کیا۔
مس۔ مولوی ابراہیم گواہ پنجم نے جو شہادت القرآن حصہ اول کے صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے کہ "فَلَما احْسَسَ عِيسٰی

مِنْهُمْ اَلْكَفْرَ کے یہی معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے کفار یہود سے کفر قتل کا احساس کیا اسکا کفر مجھے قتل میں پاب تسمیۃ الشیء باسم سب سے یا من باب تسمیۃ الشیء باسم سب سے کیونکہ کسی نبی کے قتل کا حکم کفر قاتل ہے۔ دیگر یہ کفر کا احساس کے ساتھ ذکر کرنا بھی اس امر کا ثبوت ہے کہ اسکا کفر سے مراد قتل ہی نہ تھا کیا اس گواہ کا یہ بیان جھوٹ ہے؟ ج۔ بیشک یہ گواہ جھوٹ ہوتا ہے اور محض قیاس سے کفر کو معنی قتل کرتا ہے۔ اس گواہ نے اپنا مدعا ثابت کرنے کو یہ تحریف معنوی کی ہے جو غلط ہے۔
مس۔ حواری مذکور کی شکل مسیح کے آسمان پر جیسے پہلے تبدیل ہو گئی تھی یا بعد میں وہ ہمیشگی مسیح بنایا گیا تھا؟ ج۔ حواری پر تسمیۃ کا ڈالنا پہلے ہوا بعد ازاں اٹھایا جانا مسیح کا؟ سیف چشتیائی صفحہ ۱۸
مس۔ یہودی مسیح کے آسمان پر چلے جانے کے بعد اس مکان میں مسیح کو گرفتار کرنے آئے تھے یا مسیح کی موجودگی میں؟ ج۔ بروئے روایت مذکورہ مسیح کے آسمان پر اٹھا کر جانیکے بعد یہودی لوگ آئے تھے۔
مس۔ خدا تعالیٰ کا مقصود بالذات مسیح علیہ السلام کو مصلوب نہ ہونا اور یہود کے مکر سے بچانا تھا کسی بیگناہ کو مصلوب کرنا؟ ج۔ خدا تعالیٰ کا مقصود مسیح کو مصلوب ہونے سے بچانا اور یہود کا اپنی کمزری نامراد نام رکھنا تھا۔
مس۔ مسیح کو یہود سے بچانیکا مقصود یہود کے پچھتے ہوئے مسیح کو آسمان پر اٹھانے سے حاصل ہو چکا تھا یا نہیں؟ ج۔ ہاں مسیح تو آسمان پر اٹھا کر جانیکے ہر طرح محفوظ و مومن ہو چکے تھے۔
مس۔ کیا یہود نے مسیح کو آسمان پر جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا؟ ج۔ وہ تو ہنوز مکان پر پہنچے بھی نہ تھے کہ مسیح آسمان پر اٹھائے گئے پھر وہ کہاں دیکھ سکتے تھے۔
مس۔ کیا یہود کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ مسیح آسمان پر چلے گئے ہیں؟ ج۔ انکو کہاں سے معلوم ہو جاتا وہ تو بالکل بے خبر تھے۔
مس۔ جس حالت میں کہ مسیح آسمان پر یہود کے آگے ہو میشر ہی چلے گئے تھے اور یہود نے انکو آسمان پر جاتے دیکھا بھی نہ تھا نہ انکو آسمان پر جانیکا علم ہی ہوا تھا تو کیا اب بھی یہ خطرہ باقی تھا کہ انیس یہودیوں کی تلاش کر کے انکو آسمان پر پہنچا کر پکڑ لیا جائے اور پھر صلیب دیدیں؟ ج۔ بھلا آسمان کس کی مقدور ہے کہ وہاں جا کر مسیح کو گرفتار کر سکے یہودیوں اب کوئی خطرہ مسیح کے متعلق باقی نہ رہا تھا۔

میں مسیح کو صلیبی پر موت کے بجائے ایک مقصد تو مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا
سے پورا ہو چکا تھا۔ رہا دوسرا مقصد کہ یہود اپنے ارادہ و کم
میں ناکام رہیں یہ بھی مسیح کے گم ہو جانے سے پورا ہو چکا تھا۔
کیونکہ یہود کا مقصد بالذات تو مسیح رسول اللہ کا قتل
بالصلیب تھا کسی اور کا۔ اور مسیح اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں
یہودیوں کی دسترس نہ تھی پس جب وہ مکان پر آئے
اور مسیح کو نہ پاتے تو کیا وہ اپنے منصوبہ میں ناکام نہ رہا
نہ رہتے؟ ج۔ یہ تو صحیح ہے کہ مسیح کو نہ پانے سے یہود کو
ناکام رہنا پڑا اور ابھی تمام سہی اکارت جاتی لیکن اس
صورت میں یہ صحیح ۵۰ حد ایسا تک پہنچ جاتا جس سے
ایمان بالغیب جاتا رہتا یعنی ان (یہود) کو بخوبی ایمان
لانا پڑتا جبکہ کھلا کھلا نشان دیکھ لیتے "سیف چشتیانی" ۱۹
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ عطر سے ہر جہت فواکھار
تور میں جا کر چھپے تھے کیا فدا مہاجرین کو آپ کا جہت فوٹا
اور سامنے پہنچا کر جان معلوم ہو گیا تھا؟ ج۔ کسی کو کفار میں
سے معلوم نہیں ہوا تھا۔

میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی کو بلا واسطہ القاء
شب کے خدائے قدیر کا زمین پر ہی بچا لینا حد ایسا تک نہیں
پہنچا تھا؟ ج۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جہت فواکھار
کے باعث سے بچنا تو کمال اعجاز ہے کیونکہ آپ کو انہی میں
پر محفوظ کرنے سے تو کسی قدر خطرہ باقی ہی رہتا تھا کہ اس
کفار تلاش کے آپ کو پکڑ لیں مگر باوجود اس احتمال
کے بھی آپ کی شکل کسی صحابی پر نہیں ڈالی گئی اور بلا واسطہ
القاء شبہا بہت آپ کو بچانا بھی وہ مجبور ہے جسے خدا رکھ
تک پہنچ گیا تھا۔

س۔ جبکہ یہ مجبور بھی اس حد تک پہنچ گیا تھا جس سے ایمان
بالغیب جاتا رہتا ہے تو کیا کفار کو کھلا کھلا نشان
دیکھ کر بخوبی ایمان لانا پڑا تھا؟ ج۔ کفار کو اس
نشان سے ایمان لانے پر مجبور نہیں ہوئے تھے۔

میں۔ پھر کیا وجہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا
مجبور اور کھلا کھلا نشان تو کفار کے لیے ایمان بالجوہر کا
موجب نہ ہو مگر مسیح کی حفاظت بلا القاء شبہ کر نیے
کفار مجبور ہو جائیں ایمان لانے پر؟ ج۔ اس کی بات
ہماری پاس کوئی جواب نہیں۔

میں۔ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا
کر کیا جس کا ذکر ہم کردہ دیکھ کر اللہ واللہ
خیر الما کریں یہ سبہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے خلاف ملکر نہ ہوا لوں کا (حضور انور کے بلا کسی بھی
پر القاء شبہ کر کے غائب ہو جانے سے) ناکام نہ رہا
رہنا ثابت ہوا یا نہیں؟ ج۔ بے شک کفار کو
اپنے مدعا اور کم میں ناکام نہ رہنا اور رہنا کا شمس
فی نصف النہار ثابت ہو گیا جبکہ انکو حضور انور پر
دسترس نہ ہوئی۔

میں۔ ایسا ہی یہود نے مسیح کے قتل کا کر کیا جبکہ ذکر ان الفاظ
میں ہوا مکر کو اور مکر اللہ واللہ خیر
الما کریں۔ تو کیا مسیح کے بغیر القاء شبہ غائب ہو جاتا
سے یہود کا ناکام یا رہنا ثابت نہ ہوتا۔ ج۔ ہوتا تو
سہی مگر کیا کریں ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب
دیں۔

میں۔ اب بتلاؤ کہ مسیح کو آسمان پر لیجانے سے جبکہ دونوں
مقصود (یعنی مسیح کو یہود کے ہاتھوں قتل ہونے سے
بچانا اور یہود کا مسیح کو نہ پا کر اپنے مقصد کم میں ناکام نہ
رہنا) حاصل ہو چکے تھے اور یہودیوں کا آسمان پر جا کر
مسیح کو پکڑ لانا بھی ناممکن تھا اور اسکے سوا اور کوئی
امر مقصود بالذات بھی نہ تھا تو پھر ایک بے لگہ مومن
مخلص حواری کی کس غرض کے لیے نقلی مسیح بنا کر بھا
دیا؟ ج۔ ہم نے تو اس اشکال کا وہ جواب فرما کر
نے تفسیر کر دی ہے بتلا دیا کہ بغیر القاء شبہ کے
یہودی ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے گو یہ نہایت بد معنی اور
لا یعنی بودا جواب ہے جسکی تردید ہر چکی اپنی پاس سے ہم ہکا
کوئی جواب نہ کی جرات نہیں کرتے اور نہ کوئی جواب سوا
اسکے ہم دی سکتے ہیں۔

سوال ثالث۔ کوئی دیگر نظریہ ایسی ہے جس سے کسی شخص کا
اپنی صورت و شکل کو تبدیل کر کے دوسرے کی صورت و
شبہ بچانا ثابت ہو؟ ج۔ ہاں ایسی نظریہ ہے حضرت
خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ کا قصہ مشہور کہ آپ کے
ایک خادم بارگاہ کو جب ہنود نے ایک ہندو کے مکان میں
جس میں بغرض ملاقات مجبور ہو جا تھا پکڑنے کا ارادہ
کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اندر اس محبوب کا شوہر سڑا ہوا خادم
نہیں بھاڑا بلکہ ایک روز خطبہ عالم رضی اللہ عنہ نے اسکو
فرمایا کہ فلاں میں بھاری لیتے کب تک فلاں ہندو بنو گنا
میرے سفید بالوں سے حیرا کر۔ سیف چشتیانی ص ۱۹
میں۔ یہ نظریہ جو خود نے نظریہ ہے کسی دیکھی ہے اور آپ نے کس
شئی سے؟ ج۔ تو ایک مشہور واقعہ ہے اسکو تسلیم

کر لینا چاہیے۔

میں۔ یہی صاحب یہ نظریہ تمام سے ہے یا صرف آپ کی سکہ
سے؟ ج۔ خاصہ کہ مسیح کو نہیں ہے تو صرف میری سکہ ہی
لیکن مان لینی چاہیے۔

میں۔ کیا یہ ایک اور دعویٰ نہیں جو خود دلیل کا محتاج ہے؟ ج۔
اسکی دلیل مسیح کی شبہا بہت کا حواری پر ڈالا جانا ہے اور
اس کی دلیل یہ ہے۔

میں۔ سبحان اللہ! نظریہ اور آپ کا طریق استدلال تو بے مثال ہے
لیکن یہ تو فرمائیے کہ خواجہ محمد سلیمان کوئی باخدا انسان اور
ولی الرحمن تھی یا خدا اللہ اولیاء الشیطان؟ ج۔ خواجہ
محمد روح نوک بڑی بار سا بزرگ ولی اللہ امت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم میں گذرے ہیں۔

میں۔ تو کیا ایسے بزرگ باخدا کامیڈر مکاری کیلئے غیر عورت کے
مکان پر جاتا تھا اور اس سے آشنائی رکھتا تھا یا وہ اس کے
لیئے حلال تھی؟ ج۔ تھی تو وہ ایک ہندو عورت اور خواجہ
تعلق اس سے خواجہ کے مرید کا تھا مگر میر صاحب کی آپر کمال
نظر عنایت تھی ایسے انہوں نے ایسا کیا۔

میں۔ کیا ایسا باخدا بزرگ حرام کاری میں اسکا معاون تھا اور
لا تھا و لا تو اعلیٰ الاشیء والحد وان کے حکم کو فلا
کرنا تھا؟ ج۔ گناہات جرم میں خواجہ صاحب بھی ملوث ہو سکتے
ہیں لیکن مرید کی پاسداری انکو مجبور کرتی تھی کہ بار بار ہندو
کے مکان میں نہ بھڑکے کہ شوہر کو تو غائب کر دیتے تھے اور
مرید کو بھی چھپا لیتے تھے خود ہندو فکر شوہر کی شکل اختیار
کر لیتے تھے۔

میں۔ افسوس کہ یہ نظریہ نہایت گندی اور پاک ہے نیز خلافت
قرآن مجید کی اس آیت کے کہ لا تبدیل یخلق اللہ
یعنی خدا تعالیٰ کی پیدائش بدلتی نہیں اور لا ترد وازدہ
وژدہ آخری کوئی کسی کا بوجھٹا نہیں سکتا۔ اور لا
تعا و لا تو اعلیٰ الاشیء والحد وان گناہوں اور ظلم پر
کسی کی اعانت مت کرو۔ اور کوئی ثبوت بھی اسکا نہیں پھر کوئی
آپ اسکو دلیل میں پیش کرتے ہیں؟ ج۔ چونکہ اس نظریہ کے
علاوہ اور کوئی نظریہ حدیث و قرآن و ایسی نہیں ملتی کہ جس سے
دو انسانوں کا ایک شکل اختیار کر لینا ثابت ہو۔ بنا برین ہم
مذکور ہیں۔

ناظرین! پہلو ہر سگاہان پر حرج مدعا علیہ ختم ہو چکی ہے اور اپنے روایت
ابن عباس کو اپنی طرح سمجھ لیا ہو گا کہ وہ دریا دہا دیتا کسی طرح قابل
سماعت نہیں۔ اس سوا کے بقیہ کو ایمان پر حرج ملاحظہ کریں۔ (باقی آئندہ)

کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ اور نیز یہ کہ امام الزمان کے لفظ میں
نبی - رسول - محدث - مجدد و سب داخل ہیں۔ تو یہ اپنی
نسبت ہی فرمایا۔ چنانچہ آگے چل کر فرماتے ہیں۔ کہ
امام الزمان میں ہوں۔

دوم - یہ تحریر سال ۱۹۰۷ء سے پہلے کی ہے۔ لیکن
بعد میں آپ نے ہرگز مرگز اس اظہار علی الغیب میں
کسی محدث و ولی کو داخل نہیں سمجھا۔ اگر کوئی منکر
ہے۔ تو باری ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ اور ثبوت
ہے اس بات کا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ضرور
مہم نبوت میں تبدیلی کی۔ ۱۹۰۷ء سے پہلے کی یہی
تحریریں موجود ہیں۔ اور ۱۹۰۷ء کے بعد بھی ہزاروں
رفعہ خلا یظہر علی غیبہ کو لکھا۔ لیکن ایک
دفعہ بھی کسی محدث اور ولی کو اس میں داخل نہیں
سمجھا۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹ - ۴۰ جہاں سے
آپ لوگوں کی روح قبض ہوتی ہے۔ اسی آیت کو
لیکر اپنے اور تمام محدثین و مجددین کے درمیان ایک
انتیاز قائم کیا ہے۔ پھر آپ حقیقۃ الوحی ص ۳۳
میں فرماتے ہیں :

”لا یظہر علی غیبہ احد الا من ارضی
من رسول۔ یعنی غیب کا ایسا دروازہ کسی
پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب اور غیب اس
قبضہ میں ہے۔ یہ تصرف علم غیب میں بجز خدا
کے ہرگز یہ رسولوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا۔
کہ کیا باعتبار کیفیت اور کیا باعتبار کمیت
غیب کے دروازے اس پر کھولے جائیں۔“
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۴)

پھر آپ نے فرمایا ہے :

”اسی کے مطابق قرآن شریف میں یہ آیت
ہے۔ جو خدا کے ہرگز یہ رسولوں کو غیر ولی
سے ممتاز کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ لا
یظہر علی غیبہ احد الا من ارضی
من رسول۔ (تجلیات الہیہ ص ۱)
مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

”نبی کا استعمال نفی کے معنی کے محال ہے
نبی کی اصل حقیقت کو ادا نہیں کرتا۔ x x x
۱۰ نبوت ایک خاص منصب ہے۔ اور یہ
ایک خاص اصطلاح ہے۔ اس لئے اس کی

حقیقت پر روشنی تو قرآن و حدیث ہی دالیں گے۔“
(ص ۲۹)

حضرت مسیح موعودؑ نے خدا کی اصطلاح اور نبیوں
کی اصطلاح اور اسلام کی اصطلاح میں نبی کی
حقیقت کو ادا کیا ہے۔ جو کہ زبان عربی و عبرانی کی
اصطلاح میں ہے۔ اور قرآن کی اصطلاح میں بھی
نبی کی وہی حقیقت ہے۔ کتب سابقہ کی اصطلاح
میں بھی نبی کی وہی حقیقت ہے۔ جو کہ زبان عربی و
عبرانی کی اصطلاح میں مسیح موعودؑ نے نبی کی حقیقت
کو پیش کیا ہے۔ اسکا ثبوت حسب ذیل نقشہ سے
ظاہر ہے :

زبان عربی و عبرانی کی اصطلاح - عربی و عبرانی
زبان میں نبی کے معنی ہیں۔ کہ خدا سے الہام پا کر
بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔ اور بغیر کثرت کے یہ
معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔ (مکتوب مندرجہ بالا عالم)
(۱) خدا کی اصطلاح - خدا کی یہ اصطلاح ہے۔
کہ جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس لئے

ثبوت رکھتا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثریت
کا خیریں دی گئی ہیں۔ (چشمہ معرفت ص ۳۳)

(۲) نبیوں کی اصطلاح - جبکہ مکالمہ مخاطبہ
اپنی کیفیت و کمیت کے روستے کمال درجہ تک پہنچ
جائے۔ اور اس میں کوئی کمی و کثافت باقی نہ ہو۔
اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر شتمل ہو۔ تو وہی دوسرے
لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔
جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ (الوحیہ ص ۱)

۳۔ اسلام کی اصطلاح - مکالمہ و مخاطبہ
کی کثرت کیا بجا طائلیت و کیا بجا طائلیت کی وجہ سے
(میرا نام) بنی رکھا گیا ہے۔ x x x خدا تعالیٰ
کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر شتمل و بردست
پیشگوئیاں ہوں۔ مخلوق تک پہنچانے والا اسلامی
اصطلاح کے روستے نبی کہلاتا ہے۔ (حجۃ الوداع)

۴۔ خدا کے حکم سے نبوت کی تعریف -
آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔
میں اس کی کثرت کا نام موجب حکم الہی نبوت رکھتا
ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱)

۵۔ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک نبی کی
چونکہ میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جسے خدا کا

کلام یعنی اور قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر شتمل
ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ مگر بغیر شریعت
کے۔ (تجلیات الہیہ صفحہ ۲۶)

۶۔ قرآن کی اصطلاح - جبکہ ناقصہ پر اخبار غیبیہ
مخائب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرورت اس پر مطابق
آیت فلا یظہر علیہ کے معنی نبی کا صادق آئیگا۔
(ایک غلطی کا ازالہ)

ایک شخص امت محمدیہ میں نبی کے نام سے موسوم کیا
جائیگا یعنی اس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف اس
کو حاصل ہوگا۔ اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر
ظاہر ہوں گے۔ کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا یظہر علی غیبہ

احدا الا من ارضی من رسول۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۳)
۷۔ کتب سابقہ کی اصطلاح - اس جگہ صور
کے لفظ سے مراد مسیح موعودؑ ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی
اسکی صور ہوتے ہیں۔ یعنی قرنا۔ جنہ دلوں میں وہ
اپنی آواز پھونکتا ہے۔ یہی محاورہ پہلی کتابوں میں بھی
آیا ہے۔ کہ خدا کے نبیوں کو خدا کی قرنا قرار دیا گیا ہے
یعنی جسطرح قرنا بجانے والا قرنا میں اپنی آواز پھونکتا
ہے۔ اسی طرح خدا ان کے دلوں میں آواز پھونکتا ہے۔

(چشمہ معرفت ص ۳۷)
۸۔ مجرورین کی اصطلاح - مجدد و سرمندی
نے لکھا ہے جس شخص کو کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے شرف
کیا جاوے۔ اور کثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاویں
وہ نبی کہلاتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹)

۹۔ احادیث کی اصطلاح - احادیث نبویہ
میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں
سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلاتا
اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا۔ یعنی اس کثرت
سے اس کو مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل ہوگا۔ اور
اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز
نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹)

میں اور حوالوں کو چھوڑ کر مولوی صاحب سے
دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا یہ تمام حوالے اس امر کی شہادت
نہیں دیتے۔ کہ اول نبی اور غیر نبی یعنی ولی میں فرق
صرف قلت و کثرت یا قوت و فعل کا ہے۔ اور یہ کہ وہ
کثرت جو ایک نبی کو چاہیے۔ وہ ہرگز کسی ولی کو حاصل نہیں ہوتی۔

اور ساتھ ہی کیا یہ ثابت نہیں کہ نبوت کی حقیقت اسلامی اصطلاح اور قرآن اور خدا کی اصطلاح میں ہے جو زبان عربی و عبرانی میں ہے۔

نمبشہ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں: "جب طبع یہاں مسیح موعود (۳) نے ائمہ کی تمام صفات کا اپنے اندر رکھا جانا ہے۔ یہ کہیں اور کبھی نہیں کہا۔ کہ نبیوں کے تمام صفات میرے اندر رکھے گئے ہیں۔ بلکہ لفظ نبی کا اطلاق ہمیشہ اور بار بار ایک وجہ سے ایک معنی سے ہی کہا ہے اور تمام صفات نبوت کے اپنے اندر پائے جانے کا کبھی دعوے نہیں کیا۔" ص ۲۸

نوٹ - جناب مولوی صاحب! آپ دعوے تو بہت کر دیتے ہیں۔ تاکہ لوگ آپ کے دام ترویج میں پھنس جاویں۔ لیکن افسوس۔ نہ ایک جگہ بلکہ بیسیوں جگہ مسیح موعود نے اپنے اندر نبیوں کے تمام صفات رکھے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ جیسے کہ وہ فرماتے ہیں۔

۱۔ "سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس صفت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔" (حقیقت الوحی ص ۶۲)

پھر اور سنئے۔

۲۔ "پس اتباع کامل کی وجہ سے میرا نام امتی ہوا۔ اور پورا عکس نبوت حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہو گیا۔ پس اس طرح پر مجھے دو نام حاصل ہو گئے۔"

پھر اور سنئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

۳۔ "میں بروزی طور پر آنحضرت صلعم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مسیح بنوۃ محمدیہ کے میرے آئینہ طلبیت میں منعکس ہیں" (ایک غلطی کا ازالہ)

۴۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے انبیوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔"

(نزول المسیح ص ۲۵)

۵۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"کیا یہ سچ نہیں ہے۔ کہ قرآن و احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود کا جامع کمالات متفرق ہے۔"

۶۔ پھر اور سنئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"آئندہ داؤد است بہی را جام داؤد آں جام را ما تمام انبیاء گرچہ پودہ اندر ہے من عرفان نہ کرتیم کہ کے۔ پھر اور سنئے۔

"ایک بروز محمدی جیسے کمالات محمدیہ کے ساتھ

آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو گیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱)

۸۔ پھر اور سنئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اندر جمع فی نفسی کل شان النبیین علی سبیل الموحیۃ والعطاء۔"

(ضمیمہ خطبہ العالیہ ص ۷)

(نمبشہ) مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں۔

"دوسری اصطلاح جو اپنی نبوت کی نوعیت کے

اظہار کے لئے حضرت مسیح موعود نے اختیار فرمائی ہے۔ وہ امتی نبی ہے۔ اور یہ اصطلاح

بھی لغوی معنی والی اصطلاح کی طرح شروع

دعویٰ سے لیکر آخر تک استعمال کیا۔ نہ ہی اس

اصطلاح کو تبدیل کیا نہ اس اصطلاح کے

مفہوم کو تبدیل کیا۔" ص ۲۸۵

نوٹ - جناب مولوی صاحب! اس بڑے زور

سے کہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے امتی نبی کی

اصطلاح کے مفہوم کو ضرور بغیر تبدیل کیا۔ پہلے

آپ امتی نبی سے مراد محدث بیت تھے۔ جس کو آپ

جزئی نبی۔ ناقص نبی۔ من وجہ نبی۔ اور ایک معنی

سے نبی قرار دیتے تھے۔ لیکن بعد میں آپ نے اس

اصطلاح کے مفہوم میں ضرور تبدیلی کر لی۔ چنانچہ بعد

میں آپ نے کسی جگہ بھی امتی نبی کو من وجہ نبی جزئی

نبی۔ ناقص نبی۔ ایک معنی سے نبی قرار نہیں دیا۔

بلکہ اس کو آپ نے از اقسام انبیاء ایک قسم قرار دیا

چنانچہ ذیل کے حوالے اس امر کے شاہد ناطق ہیں۔ آپ

۱۹۔ "میں سے پہلے کبھی کبھی امتی نبی کو انبیاء کی قسم

میں سے کوئی قسم قرار نہیں دیا۔ بلکہ آپ نے ۱۹۔ "میں سے پہلے صریح الفاظ میں اس کو غیر نبی۔ من وجہ نبی۔ جزئی نبی

ناقص نبی۔ ایک معنی سے نبی قرار دیا ہے۔ لیکن بعد میں اس کو انبیاء کی قسم میں سے ایک قسم قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ از اقسام انبیاء فرماتے ہیں۔

۱۔ "نبوت کا دعویٰ انہیں۔ بلکہ نبوت کا دعویٰ

میں۔ جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں

کیا شک ہے۔ کہ محدث بھی ایک شعبہ نبوت

کا اپنے اندر رکھتی ہے۔" (از اقسام انبیاء ص ۱۱)

۲۔ "محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔

(توضیح مرام ص ۱۰)

۳۔ "محدث جو مسلمان میں سے ہے۔ امتی بھی ہوتا

ہے۔ اور ناقص طور پر نبی بھی۔" x x وہ اگرچہ

کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی

ہوتا ہے۔" (از اقسام انبیاء ص ۶۹)

چنانچہ حضرت مسیح موعود ۱۹۔ "میں سے کوئی قسم

میں فرماتے ہیں۔

"اس بدیہی شہادت کے رو سے حضرت

عیسیٰ مسیح موعود کیونکر ٹھہر سکتے ہیں۔ پس

چونکہ وہ امتی نہیں۔ اس لئے وہ اس قسم کے

نبی بھی نہیں ہو سکتے۔ جبکہ امتی ہونا ضروری

ہے۔" (براہین احمدیہ ص ۱۹۳)

اس حوالے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود

۱۹۔ "میں سے کوئی قسم" امتی نبی کو اقسام انبیاء میں سے ایک

قسم قرار دیتے تھے۔ کہ من وجہ نبی یا ناقص نبی یا جزئی

نبی۔ مگر آپ پہلے لکھتے ہیں۔

پس یہ تمام حوالے ایک طرف اور حضرت مسیح موعود

کا ناقص۔ جزئی۔ ایک وجہ سے۔ ایک معنی سے امتی نبی

کو نبی قرار دینا ترک کر دینا دوسری طرف اس امر کو بہت

صاف کر رہا ہے۔ کہ امتی نبی کے مفہوم میں ضرور کوئی

تبدیلی ہوئی ہے۔ پہلے آپ امتی نبی کو غیر نبی قرار دیتے

ہیں۔ پھر آپ اس کو اقسام انبیاء میں سے ایک قسم کا

نبی قرار دیتے ہیں۔ کیا یہ ایک زبردست ثبوت نہیں

کہ ضرور امتی نبی کی اصطلاح کے مفہوم میں تبدیلی آئی

ہے۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود

نے ۱۹۔ "میں سے پہلے کبھی کبھی امتی نبی کو اقسام انبیاء

میں سے ایک قسم قرار دیا ہو۔ ہرگز نہیں۔ وہ تو صریح

۱۹۔ "میں سے پہلے امتی نبی کو غیر نبی قرار دیتے ہیں پس

یہ امر صاف دلالت کر رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ۱۹۔

جو آنحضرت صلعم کے الفاظ کی قدر ظاہر کرتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کو خدا اور رسول کے موعودہ کے مطابق نبی اور امت محمدیہ میں مخصوص نبی تسلیم کرتے ہیں اور ہم پر انشائیہ عقاب نازل ہوتا ہے۔ کہ تم شکیست پرست ہیں۔ یا یہ کہ ہم میں عقل سے کام لینے کا مادہ نہیں۔ یہ اعتراض ہمہ نہیں۔ بلکہ خدا پر ہے۔ خدا سے پوچھو۔ کہ کیوں خاتم النبیین کے بعد مکمل اشاعت ہدایت کے لئے ایک نبی اللہ کا آنا متذکر رکھا تھا۔ اور اس کو جامع جمیع کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ پیدا کیا۔ اور کیوں اس نے باوجود قرآن شریف میں آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین ٹھہرانے کے پھر بموجب آیت رانحن بن مخم ایک نبی کا آخری زمانہ میں آنا وعدہ دیا۔ پھر یہ اسی خدا سے پوچھو۔ کہ کیوں عیسیٰ پرستی کے سبب سے عظیم عذاب کے وقت بموجب ماکانا معذبین حتیٰ نبعت رسولاً۔ آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا مقرر فرمایا۔ پس ہم خدا کے ان کھلے کھلے وعدوں اور وعظوں کی ایسے شخص کے کہنے سے کس طرح تکذیب کریں جس کا دل ہزار بار تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ اس سے بہتر ہے۔ کہ ہم اس کا فتوے اس کی طرف لوٹا دیں۔ اور اللہ شہید ہوئے اس سے کنارہ کشی کریں۔

(نمبر ۵۲) مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔
 (۱) بات صرف یہ ہے۔ کہ یہ خصوصیت آپ کو حاصل ہے۔ کہ اگر کسی مجدد کا نام احادیث میں نبی اللہ نہیں آیا۔ آپ کا آیا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ آپ نبی اللہ بھی ہیں۔
 x x x اصل بات یہی ہے۔ کہ ص ۳۱ خصوصیت صرف یہی ہے۔ کہ حدیث میں آپ کا نام نبی اللہ رکھا گیا ہے۔ نہ یہ کہ فی الواقع آپ کو کوئی الگ قسم کی نبوت دی گئی۔ x x بلکہ ایسا عقیدہ دین اسلام کی بیخ پر ایک تبر ہے جس سے توبہ کرنی چاہیے۔ ص ۳۱-۳۰

کشف رجب کا مقام ہے۔ چہ دلاور است در دے کے بخت چرخ دار و لا معاملہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ تو فرماتے ہیں۔

ہوئی ہی نہیں۔ اس لئے وہ نبی کہلانے کے مستحق نہیں۔ لیکن مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ صرف اس بات کے لئے مخصوص ہیں۔ کہ احادیث میں آپ کو نبی اللہ کا نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔
 ”غرض اس حصہ کثیر وحی اور موعوبہ میں اس امت میں سے ہی ایک فرد مخصوص ہوا اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔“
 (حقیقۃ الوحی ص ۱۹)

حضرت مسیح موعودؑ تو فرماتے ہیں۔ کہ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ لیکن مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صاحبؑ برائے نام نبی تھے۔ آپ میں حقیقت نبوت پائی ہی نہیں جاتی۔ اب علوم نہیں۔ کہ مولوی صاحب کہیں سے استدلال کرتے ہیں۔
 (نمبر ۵۳) مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔
 ”اظهار علی الغیب والی آیت (کا جواب ہے) کہ آئینہ کمالات اسلام میں حضرت پیر رسول اور نبی اور محدث کو فلا یظہر علی غیبہ والی آیت میں داخل کیا ہے۔ ضرورت الامام میں محدثوں۔ مجددوں کو اس میں داخل کیا ہے۔ حقیقۃ الوحی میں کتب امداد غلبن انا ورسلی۔ میں رسلی کے لفظ میں سب اولیاء امت کو داخل کیا ہے۔ اگر طلب حق ہے۔ تو بیسیوں مثالیں آپ کو مل سکتی ہیں۔ ص ۳۱

ہمارا دعویٰ ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز خدا تعالیٰ اقامت ہماری اس بات کو ضرور بقدر سچی ثابت کرتا رہے گا۔ کہ س ۱۹ کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی کسی تجربہ و تقریر میں مسیح موعودؑ نے آیت فلا یظہر علی غیبہ

میں کسی دلی یا محدث یا غیر نبی مجدد کو داخل نہیں سمجھا بلکہ آپ نے بعد میں صریح طور سے ایک جگہ نہیں بلکہ بیسیوں جگہ اس کو محض خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں کے لئے مخصوص کیا ہے۔ چنانچہ تجلیات الہیہ صلا میں لکھو نبی اور غیر نبی کا امتیازی نشان قرار دیا ہے۔ پس یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے محدثین کو بھی اس آیت میں داخل سمجھا ہے۔ محض غلط اور یہودہ امر ہے۔ باقی رہا۔ آئینہ کمالات اسلام اور ضرورت الامام والا حوالہ۔ سودہ ہمارے مخالف نہیں۔ کیونکہ اس میں حضرت مسیح موعودؑ نے صرف اپنا ہی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ضرورت الامام میں آگے ہی یہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ
 ”امام الزمان میں ہوں۔“ امام الزمان جس کے مفہوم میں آپ نے علاوہ نبی اور رسول کے محدث اور مجدد بھی لیا ہے۔ وہاں مراد صرف نبی ہے۔ کیونکہ نبی محدث اور مجدد بھی ہوتا ہے۔ خود حضرت نبی کریمؐ بھی مجدد اعظم تھے۔ دیکھو کچھ سیالکوٹ ص ۷۔

باقی رہا آپ کا یہ کہنا۔ کہ حقیقۃ الوحی ص ۱۹ پر حضرت مسیح موعودؑ نے آیت کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی میں رسلی کے لفظ میں سب اولیاء امت کو داخل کیا ہے۔ ایک ایسا شرمناک جھوٹ ہے جس سے ہر ایک مومن کو اجتناب لازمی ہے۔ تحقیق الوحی کی عبارت سب ذیل ہے۔
 ”ایک بڑی علامت کامل تعلق کی یہ ہوتی ہے کہ جس طرح خدا ہر ایک چیز پر غالب ہے۔ اسی طرح ہر ایک دشمن اور مقابلہ کرنے والے پر غالب رہتا ہے۔ کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی“

اب میں پوچھتا ہوں۔ کہ اس میں کوئی اور لفظ ہے جس کی وجہ سے آپ نے کہا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ نے سب اولیاء امت کو اس آیت میں داخل کر دیا ہے۔ پھر اگر کوئی لفظ نہیں تو کونسا اشارہ ہے جس سے آپ نے سمجھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس آیت میں تمام امت کے اولیاء کو داخل کر دیا ہے۔ پھر اگر کوئی اشارہ نہیں تو وہ کونسا اشارہ ہے جس سے آپ کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ نے اس میں تمام اولیاء کو داخل کر دیا ہے۔ اگر آپ کی دیانت اور امانت کا یہی تقاضا ہے کہ بغیر کسی لفظی اشارہ کسی کنایہ کے آپ مسیح موعودؑ پر اس قدر بہتان بانہ دوں گے کہ آپ نے خود اللہ میں آیت میں سب اولیاء کو داخل کر دیا ہے۔ یہ کتب آپ کے کسی

مفتوح باب علم الكتاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مندرجہ ذیل کتابیں ۱۰ اگست ۱۹۸۲ء تک جعفر فروخت ہو چکی قیمت وصول ۱۰۰۰ روپے سے نصف قیمت ترقی اسلام میں بعض اشاعت سلسلہ دیا گیا۔ ناظرین اس ثواب میں بہت کو کے پورا پورا احسان ہیں۔ تاکہ ثواب کا ثواب اور کتاب کی کتاب ملے۔ درخواستیں جلد دفتر فاروق میں بھیجیں۔ بعد اختتام میعاد اخبار میں شائع کروایا جائیگا۔ کہ کتنے بہت احباب کی درخواستیں آئیں۔ اور کتنی قیمت کی کتابیں فروخت ہوئیں۔ اور کتنا پیسہ اس میں ترقی اسلام میں دیا گیا۔

البرکۃ مجلد - خاندان برکی وزیر اعظم نارطی رشید کی مکمل تاریخ
 نایاب قابل دید ہے - صرف درجہ باقی - قیمت -
 رہنما کے دہلی یاد دہی کا مٹر - صرف دو جلد باقی
 سفر نامہ روم و شام - شبلی نعمانی جلد - صرف ایک جلد
 بہت سالہ عبد حکومت - سلطان عبدالحمید خان - صرف ایک جلد
 تاریخ قسطنطنیہ - مجلد - صرف دو جلد
 " " سلطان صلاح الدین - صرف ایک جلد
 سر پرندہ - بالقصور - صرف ایک جلد
 خیالات - دربارہ مستورات معہ ادلی و دوم
 تفسیر القرآن - سر سید حصہ اول - صرف ایک جلد
 تسلیۃ المصاب - در سالہ تجلیات و مہلکات فصائل مہر
 از قرآن و حدیث و بیان مویات و ملاکت مفصل القرآن و
 حدیث - مؤلفہ جناب نواب بھوپال اڈیشن اول - صرف ایک جلد
 النذیر العیانی فی درکات النیران - مبدلہ صدیق من خان -
 دوزخ و دہلی و دوزخ کے حالات قرآن و حدیث سے بیان کئے
 ہیں - نایاب جلد صرف ایک جلد
 تذکرۃ الہندی - سلسلہ عالیہ احمدی کے مشہور بزرگ اخیر
 پر سرساج الحق صاحب نعمانی احمدی کے نام سے تمام احباب سلسلہ
 بخوبی واقف ہیں - یہ صاحب موصوف کا وہ لطیف اور حلویت
 کثیر کا ذخیرہ اہل ان واقعات صحیحہ کا تذکرہ جو اپنے قریباً بیس
 سال تک حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام رچ رہے کانوں سے
 سنا اور انھوں سے دیکھا - اور جو سالہ سے قبل کسی کتاب یا
 رسالہ یا اخبار میں شائع نہیں ہوا - اس تذکرہ میں پوری تفصیل
 درج کر دیا ہے - یہ صاحب موصوف نے اس تذکرہ کو ۱۹۱۲ء
 سے لیکر دسمبر ۱۹۱۳ء تک قریباً دو سال میں مرتب کیا ہے - اور
 اخبار الحق میں مہر و وارث و انوار شائع ہوا - اور حقہ فیض المسیح
 اول رضی اللہ عنہ کی نظر عالی سے تمام و کمال گزر چکا - اور آپ نے اس
 کو پسند فرمایا - ایسا ہی حضرت خلیفہ ثانی فضل عمر ابوالعزیز
 نے بھی اسکی بہت تعریف کی - اور ہمیشہ ذوق و شوق سے ملاحظہ
 فرماتے تھے - اس تذکرے میں بعض بعض ایسے مباحث تھیں
 جن کے تذکرے ہیں - جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں - جو کچھ
 اور دہلی کے ان مشہور رہنماؤں کے صحیح چشم دید واقعات جو حضرت
 اقدس علیہ السلام کے ساتھ محمد حسین بٹالوی اور محمد بشیر بھوپالی
 نے کئے تھے - اور آج تک کسی جگہ اس تفصیل سے بیان نہیں ہوئے
 درج کئے گئے ہیں - علاوہ ازیں اس میں حضرت اقدس کے
 دعویٰ مسیحیت سے پہلے کے حالات اور بعد دعویٰ کے واقعات
 پوری تفصیل سے نقل کئے گئے - اور نیزہ مباحث جو میر صاحب
 معروف نے غیر احمدی لوگوں سے متعلق دعویٰ حضرت صاویغہ
 بعض مغربیوں کے - تفصیل موجود ہیں - اور جو کچھ وہ بیان
 مجددیت کے حالات جنھوں نے امام الزمان کے زمانہ میں کئے
 مجددیت کیا یا لوگوں نے ان کو مجدد بنایا مع انکے نام و نشان
 و انجام کے تصحیح ہیں - یہ تذکرہ قریباً نام ہے - اگر اس کو
 بہت سالہ عہد مجددیت کی تاریخ کہا جائے تو بجا ہے - احباب
 سلسلہ کی بے دریغ تحریک خادموں نے اسکو کتابی صورت
 میں جمع کر کے طبع کر دیا ہے - باوجود مخاصمت کثیر کے بغیر ان
 عام اسکی قیمت نہایت ہی کم ہے - صرف پچاس جلدیں باقی
 ہیں - قیمت صرف
 التذکرۃ فی خبر الامتہ - بالکل اچھوتی کتاب جس میں آیہ کریمہ
 غفرتم للنسین کی کامل بحث اور آیہ غفریم اکملت لکم دینکم کی
 سیرکن تفسیر جس سے مخالفوں کے قلم ٹوٹ گئے - اور کھلیاں
 زہری ٹوڑ دی گئیں - اور انھیں یوسوس فی صدور الناس کا
 سراپا بھلا گیا - کہ قیامت تک سر نہیں اٹھ سکیگا - انعامی
 ایک ہزار
 آئینہ حق نما - مولوی شمس الدین احمد سری المہریت
 کے مایہ ناز رسالہ البہات مرزا کا مکمل و مفصل دندان
 شکن مہو قابل دید و لائق شہید جواب